ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ:۔ نصیر احمد قمر
جلد ٦ جمعۃ المبارک ٢٩/ جنوری ١٩٩٩ء شمارہ ٥
١٢/ شوال ١٤١٩ ہجری ☆ ٢٩/ صلح ١٣٧٨ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

مسلمانوں پر پہلے بھی جب اقبال کا زمانہ آیا تو دینی رنگ میں ترقی کرنے سے اب بھی اگر وہ پہلا زمانہ دیکھنا چاہتے ہیں تو دین کی طرف توجہ کریں۔

"........... مسلمانوں پر پہلے بھی جب اقبال کا زمانہ آیا تو دینی رنگ میں ترقی کرنے سے اب بھی اگر وہ پہلا زمانہ دیکھنا چاہتے ہیں تو دین کی طرف توجہ کریں۔........... مسلمانوں میں جو آجکل مصلح بنے ہیں وہ بجائے اس کے کہ اپنی حالت درست کریں، نماز روزہ کے احکام میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں، اس میں قوم کی ترقی سمجھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ تو دین کے ذریعہ ترقی چاہتا ہے اور یہ لوگ بے دین ہونے سے ترقی طلب کرتے ہیں جس میں کبھی کامیابی نہیں ہوگی۔ اسلام ہی خدا کو واحد لاشریک مانتا ہے۔ اگر یہ مسلمان بھی اس توحید سے الگ ہوگئے تو ان کے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔

دوسری قوموں کی تقلید ان کے لئے مبارک نہیں ہوسکتی۔ دوسروں کو اگر بے دینی سے کامیابی ہوتی بھی ہے تو یہ بطور ابتلاء ہے۔ ہر شخص سے خدا تعالیٰ کا معاملہ علیحدہ ہے۔ عیسائی قومیں ناپسند کریں، شراب خوری قمار بازی کریں تو یہ ان کے لئے مفید ہوسکتے ہیں لیکن مسلمان ایسے کام کریں تو ان پر ضرور عذاب نازل ہوگا۔ دیکھو ظاہری سلطنت کا بھی یہی قاعدہ ہے کہ اگر ملازم کسی شورش کے جلسہ میں شامل ہو تو اس کو عبرت ناک سزا دی جاتی ہے۔ پس اسی طرح جو کلمہ پڑھنے والے ہیں یہ خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔ اگر یہ لوگ گستاخی کریں اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نہ کریں تو ضرور گرفتار ہونگے۔ یہ الہام جو ہم کو ہوا "وہ وعدہ ٹلے گا نہیں جب تک خون کی ندیاں چاروں طرف سے بہہ نہ جائیں"۔ تو اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کی توحید دنیا سے گم ہو۔ جب مسلمان ہی کفر و شرک کو پسند کرنے لگیں تو پھر دوسری قوموں کا کیا گلہ ہوسکتا ہے۔ پہلے گھر صاف ہو تو پھر دوسرے لوگوں کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ تمام قوموں میں دہریّت بڑھتی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی ہستی ثابت کرنا چاہتا ہے اور اوّل خویشاں بعد درویشاں کے مطابق ہمارا فرض ہے کہ پہلے اپنی قوم کی اصلاح کریں۔ جب مسلمانوں ہی میں ہزاروں گند ہوں تو دوسروں کو کیا کہا جاسکتا ہے۔ جہاد جہاد پکارتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ اگر ہمیں جہاد کرنے کا حکم ہوتا تو سب سے پہلے انہیں سے کیا جانا چاہئے تھا۔ یہ عادت اللہ ہے کہ جس قوم کے اندر کتاب ہو پہلے اسے درست کیا جاتا ہے پھر دوسری قوموں کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا نمونہ موجود ہے۔ سب سے پہلے قریش کی اصلاح کی پھر یہود و نصاریٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔

(ملفوظات جلد پنجم طبع جدید۔ صفحہ ٤٣٨، ٤٣٩)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کرسکیں۔ رمضان المبارک میں درس القرآن کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے چنانچہ اس ہفتہ کے درس القرآن کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ٩/ جنوری ١٩٩٩ء:

آج کا درس سورۃ النساء کی آیت نمبر ١٢٨ سے شروع ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے: اور وہ تجھ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تُو کہہ کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں احکام دے چکا ہے اور جو بھی اس کتاب میں تمہیں پڑھ کر سنایا گیا ہے وہ ان یتیم عورتوں کے متعلق ہے جنہیں تم ان کے مہر ادا نہیں کرتے مگر ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو...........الخ۔

حضور نے فرمایا کہ یہ آیت ان لوگوں کو ملزم کرنے والی آیت ہے جو کچھ ذاتی مقصد رکھتے ہیں اور ایسا فتویٰ چاہتے ہیں جو ان کی مرضی کے مطابق ہو لیکن ایسا نہیں ہوگا۔ لفظ تَرْغَبُوْنَ حروف اضداد میں سے ہے۔ دو متضاد معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ پسند کرتے ہو اور پسند نہیں بھی کرتے۔ یعنی تم ایک عورت کو تو پسند نہیں کرتے لیکن اس کے مال پر نظر ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس سلسلے میں احادیث ملتی ہیں جو واقعہ کے لحاظ سے درست لیکن نتیجہ کے لحاظ سے غلط ہیں۔ حضور نے ایسی احادیث بیان کیں جن میں واقعہ تو درست تھا لیکن نتیجہ وہ اخذ کیا گیا جو آنحضرت ﷺ کی شان کے خلاف ہے۔ حضور نے عرب کی قدیم بد رسومات جو مرد بعض دفعہ یتیم بچیوں کے مال پر نظر رکھتے ہوئے ان سے عقد کرلیا کرتے تھے بیان کیں۔ حضور نے فرمایا کہ تقویٰ کا تقاضا ہے کہ انہیں فیض پہنچاؤ نہ کہ ان کے اموال پر نظر رکھو۔ آنحضرت ﷺ کا یقینی فتویٰ ہے کہ نابالغ لڑکی کی شادی نہیں ہوسکتی۔

آیت نمبر ١٢٩ میں ہے اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ۔ یعنی لوگوں کی سرشت میں بخل ودیعت کردیا گیا ہے جس کا علاج بھی ساتھ ہی بتادیا ہے کہ احسان اور تقویٰ سے کام لو تو پھر خیر ہی ہوگی۔ اسی آیت میں نُشُوْزاً کے مختلف معانی مثلاً عورت کا خاوند سے بغض اور اپنے آپ کو اس کی اطاعت سے بالا سمجھنا، ایک دوسرے سے کراہت کرنا وغیرہ ہیں۔ صلح کی کوشش میں نُشُوْز کے تمام احتمالات کو دور کرنا پڑے گا اور اَلشُّحّ وہ بخل ہے جس میں حرص شامل ہو۔ اور قرآنی ارشاد

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

دعا ایک ایسی چیز ہے جس کی بنا پر مسلمانوں کو دوسرے مذاہب پر فخر کرنا چاہئے

حقیقی پاکیزگی اور خیر کے حاصل کرنے کا سب سے مقدم طریق دعا ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ١٥/ جنوری ١٩٩٩ء)

لندن (١٥/ جنوری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے فرمایا کہ آخر رمضان مبارک کا وہ جمعہ آگیا جس کی سال بھر راہ تکی جاتی ہے۔ بہت سے ایسے خدا کے بندے ہیں جو خدا کے بندے ہوتے ہوئے بھی سال بھر اس کے بندے نہیں رہتے لیکن اس سے رحم اور فضل کی امید رکھتے ہیں۔ ان کے لئے یہ جمعۃ الوداع دراصل خدا سے ملاقات کا ایک ہی دن ہے اور اسے بھی وہ اس طرح دیکھتے ہیں کہ یہ جمعہ کا دن آکر ٹھہرے نہیں بلکہ چلا جائے۔ اس پہلو سے یہ ان کے لئے جمعۃ الوداع ہے۔

بعض ایک اور پہلو سے اسے جمعۃ الوداع کہتے ہیں۔ وہ بھی اس کی راہ تکتے ہیں لیکن اسے رخصت کرتے ہوئے ان کا دل اس طرح غم سے بھر جاتا ہے جیسے کسی محبوب کے جانے کا غم ہو۔ ان معنوں میں بھی بعض کے لئے جمعۃ الوداع ہے کہ رمضان رخصت ہوتا ہے خدا جانے ہم نے اس کے تقاضے پورے بھی کئے تھے یا نہیں کہ یہ ہم سے رخصت ہو رہا ہے۔ ان کے یہ ملے جلے جذبات ہوتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس مضمون پر قرآن کریم کی ایک آیت کا عنوان یہ چسپاں ہوتا ہے کہ "اَیَّاماً مَّعْدُوْدَات"۔ یہ گنتی کے چند دن ہی تو ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس آیت پر غور سے معلوم ہوا کہ یہ آیت تو ساری زندگی پر بھی حاوی ہے اور رمضان مبارک پر بھی حاوی ہے۔ جس طرح رمضان میں مریض بھی داخل ہوتے ہیں اور مسافر بھی اسی طرح زندگی میں بھی انسان اس طرح داخل ہوتا ہے کہ کبھی وہ صحتمند ہوتا ہے اور کبھی بیمار اور جب موت کے قریب پہنچتا ہے تو کہتا ہے "اَیَّاماً مَّعْدُوْدَات"۔ گنتی کے چند دن ہی تو تھے۔ حضور نے فرمایا کہ یہی نفسیات ہے جس کو سمجھنے سے بہت سے سبق حاصل ہوسکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا رمضان کا اکثر حصہ تو گزر چکا ہے اور ایک پہلو سے آپ باقی تین ایام کو بھی "اَیَّاماً مَّعْدُوْدَات" کے طور پر دیکھ سکتے ہیں۔ پس ان دنوں میں زور لگائیں کہ اگر رمضان کا پہلا حصہ ضائع ہوگیا ہے

باقی صفحہ نمبر ١٦ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

وَلاَ تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں۔ صلح کے لئے معاشرہ کو نصیحت ہے کہ اس طرح کھینچا تانی نہ کیا کرو کہ صلح نہ ہو سکے۔ Give & Take کی کوشش کے بغیر صلح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے جوڑنے کی کوشش کرو نہ کہ توڑنے کی۔

آیت نمبر ۱۳۹ کا مضمون ہے کہ تم خواہ کتنا بھی چاہو بیویوں کے درمیان کامل عدل نہیں کر سکو گے اس لئے یہ تو کرو کہ کسی ایک کی طرف اس طرح کلیۃً نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ حضور نے فَلاَ تَمِيْلُو كُلَّ الْمَيْلِ میں لفظ مَيْلَ کے معنی کی وضاحت کی اور فرمایا کہ معلقہ کا دستور تو ابھی تک رائج ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر معلقہ کی طرح چھوڑنا ہے تو شادی کی شرعاً اجازت نہیں۔ اس لحاظ سے معاشرہ بہت گندہ ہے۔ ہمیں اپنے معاشرے کو صاف کر دینا چاہئے۔ آیت ۱۳۱ میں ارشاد ہے کہ اگر وہ دونوں الگ ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو اس کی وسعت کے مطابق غنی کر دے گا لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صلح کی دیانتدارانہ کوشش کی ناکامی کے بعد پھر اللہ وسعت کا وعدہ کرتا ہے۔

اتوار، ۱۰ر جنوری ۱۹۹۹ء :

حضور نے کل کے درس کی آیت نمبر ۱۲۸ کی تشریح میں نابالغ بچیوں کے نکاح کے متعلق فرمایا کہ ان کو بلوغت کے بعد اختیار ہوتا ہے کہ وہ اگر چاہیں تو ولی سے اختلاف کر سکتی ہیں۔ لیکن اگر نکاح والد نے کیا ہو تو وہ بحال رہے گا۔ فقہ احمدیہ کے موقف اور اس کی تائید میں احادیث ملتی ہیں۔ حضور نے نصوص صحیحہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے ارشادات سنائے جو واجب التعمیل ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: لڑکیوں کی شادی اس عمر میں جائز ہے جب وہ اپنے نفع اور نقصان کو سمجھ سکیں۔ اگر رضامندی نہیں تو دھوکہ ہے۔ لیکن ہمارے مذہب میں اشد ضرورت کے وقت چھوٹی عمر کی شادی ہو سکتی ہے جیسے حضرت عائشہؓ کا نکاح چھوٹی عمر میں ہوا لیکن اس میں آپ کی رضامندی اور تائید شامل تھی۔ حضور نے اس سلسلہ میں چند احادیث سنائیں اور فرمایا یہ اس مضمون پر حرف آخر ہیں۔

آیت نمبر ۱۳۲ میں لفظ غنی کی تفصیل سے حل لغات بیان کی جسے کوئی حاجت نہ ہو وہ غنی ہے۔ جسے کسی کی تعریف کی ضرورت نہ ہو وہ غنی ہے۔ جو اپنی حاجات کو کم کر کے قانع ہو کر دوسروں کی غلامی سے آزاد ہو جائے وہ بھی غنی ہے۔ الغنى غنى النفس۔ غنی نفس کی ہوتی ہے نہ کہ مال کی۔ لمبی زندگی پا جانا بھی غنیٰ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید کی آیات کا آیات سے اور سورتوں کا سورتوں سے تعلق قرآنی اعجاز ہے۔

آیات ۱۳۲، ۱۳۳ میں وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تین دفعہ تکرار کی وجہ علامہ طبری الاندلسی اور زمخشری کے بیانات کے رو سے حضور نے بتائیں۔ آیت نمبر ۱۳۴ تنبیہ سے پُر ہے۔ فرمایا ہے کہ اے بنی نوع انسان اگر خدا چاہے تو تمہیں نابود کر دے اور دوسرے لے آئے۔ اُس زمانہ کے لوگ تو یہ تصور نہیں کر سکتے تھے کہ انسانیت کی صف لپیٹی جا سکتی ہے۔ یعنی اگر تم نے ذمہ داری کا ثبوت نہ دیا تو اللہ تعالیٰ دوسروں کو چن سکتا ہے۔ لیکن یہاں ہے اے بنی نوع انسان اگر چاہے تو تمہیں نابود کر دے۔ نہ صرف اِنْ بلکہ اِذًا فرمایا۔ یہ فیصلہ اس دور کی تکمیل کے وقت جب آنحضرت ﷺ کا دین مکمل ہو چکا ہو گا تو پھر اگر کوئی کامل رہنما اور کامل شریعت کے آنے کے بعد پھر جائے تو اس کی صف لپیٹنے کا جواز موجود ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یقیناً میں ان اعجمیوں پر تم سے زیادہ بھروسہ کر سکتا ہوں جتنا میں تم پر یا تم میں سے بعض پر بھروسہ کرتا ہوں۔ چنانچہ اعجمیوں میں سے جو حَکَم عَدَل مبعوث ہونگے تبھی ہو سکتے ہیں اگر رسول اللہ کی تشریحات میں قابل اعتماد ہوں۔ ترمذی باب فضل العجم میں آپؐ نے فرمایا: میں ان میں سے بعض پر تم میں سے بعض پر زیادہ اعتماد رکھتا ہوں۔

لفظ ثواب اور اس کے معنی پر حضور نے سیر حاصل بحث کی۔ یہ حروف اضداد میں سے ہے۔ اچھا اور برا دونوں ثواب ہو سکتے ہیں۔

آج سوال و جواب کا دن تھا۔ چند سوال درج ذیل ہیں:

☆...... ہماری جماعت میں درس سب سے پہلے کس نے دیا۔ کب دیا اور کہاں؟

☆...... جس طرح نابالغ لڑکیوں کو بالغ ہونے پر اپنی شادی کے متعلق بچپن کی طے ہوئی باتوں کو فسخ کرنے کا ...لڑکوں کو بھی یہ حق حاصل ہے؟ فرمایا بدرجہ اولیٰ ان کو بھی حق حاصل ہے۔

لیکن ہماری سوسائٹی میں والدین سے آگے ... شادی کے سلسلے میں لڑکی کی خاموشی سے رضامندی مراد ہے حضور نے تفصیل سے جواب دے کر سامعین اور ناظرین کو سمجھا... اور بعض دفعہ حالت برعکس ہوتی ہے؟

☆...... آج کے درس میں انسانیت کی صف لپیٹ دئے جانے کا ذکر آیا تو اس سے کیا مراد ہے؟ حضور نے فرمایا کہ یہ مفصل تذکرہ میری نئی کتاب میں موجود ہے اس کا مطالعہ کریں۔

☆...... کل کے درس میں عیسائیت میں والدین کی عزت کی تعلیم کے فقدان کا ذکر کیا گیا تھا لیکن متی باب ۱۵ آیات ۱ تا ۶، مرقس باب ۷ آیات ۷ تا ۱۱، خروج باب ۲۱، عہد نامہ قدیم میں حوالے موجود ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم نہیں ہے بلکہ حضرت عیسیٰؑ نے عہد نامہ قدیم کے حوالے سے یہ باتیں بتائیں۔

سوموار، ۱۱ر جنوری ۱۹۹۹ء :

آج کا درس سورۃ النساء کی آیت ۱۳۶ سے شروع ہوا جس میں ذکر ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو انصاف پر مضبوطی سے قائم ہوتے ہوئے اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ خواہ وہ تمہارے اپنے خلاف یا والدین کے خلاف یا قریبی رشتہ داروں ہی کے خلاف پڑتی ہو۔ حضور انور نے الفاظ تَلْوٗا، تُعْرِضُوا اور اَلْقِسْط کے مختلف مفصل معنی حل لغات میں بیان کئے اور فرمایا کہ اس سے زیادہ کامل عدل کی تعلیم کسی اور شریعت میں نہیں ملتی اور یہی عدل تقویٰ کے بھی قریب رکھتا ہے۔ اس مضمون کی ایک دوسری آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ جن لوگوں نے تمہیں حرم سے روکا ان کے خلاف بھی گواہی میں عدل کا دامن نہیں چھوڑنا۔ یہ ایسی تعلیم ہے جس پر عمل کرنے سے سر فخر سے بلند ہو سکتے ہیں۔ حضور نے اس نکتہ کی لطیف تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ خود انصاف پر قائم رہتے ہوئے گواہی دے رہا ہے کہ وہ ایک ہے اور جس کی تائید میں ساری کائنات بھی گواہی دے رہی ہے کہ وہ ایک ہے اور اولوا العلم بھی یہی گواہی دے رہے ہیں کیونکہ ساری کائنات کی گواہی علماء کے استنباط پر ہی دی گئی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا: بہترین لوگ میری صدی کے ہیں پھر وہ جو ان کے قریب ہیں اور پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔ اور پھر وہ جو ان کے قریب ہونگے۔ یہ اچھے لوگ ہونگے۔ نور دھندلائے گا نہیں۔ حق پر قائم رہیں گے۔ بالعموم معاشرے کی پہچان سچ سے ہو گی۔ پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔ گواہی پیشے کی صورت اختیار کر لے گی، جھوٹے گواہ خود بخود پہنچیں گے۔ بہترین گواہ وہ ہے جو طلب کئے جانے سے پہلے ہی اپنا نام خود بطور گواہ کے پیش کر دے۔ سچی گواہی میں اگر نفس کے خلاف بھی بولنا پڑے ایسے گواہ پر اعتبار کر لینا چاہئے۔ علامہ آلوسی نے کہا ہے کہ اس آیت میں حکام سے خطاب ہے کہ کسی فریق کی طرف نہیں جھکنا اور اعراض سے مراد ایک فریق سے عدم التفات ہے۔ امام رازی نے کہا ہے کہ اگر عمل اور شہادت جُڑ جائیں تو شہادت قوی ہو جائے گی۔ یہاں حضور نے حضرت مسیح موعودؑ کی راست بازی کی مشہور روایت بیان فرمائی جس میں فقط راستبازی کی وجہ سے بریت ہوئی اگرچہ بظاہر جرم موجود تھا۔ اس لئے ان لوگوں کے لئے نصیحت ہے جو جرم تو نہ کرتے ہوں لیکن بہانے بنا کر اسائلم لینا چاہتے ہیں اور پھر دعا کے لئے بھی خط لکھتے ہیں۔ جھوٹ کے لئے تو دعا نہیں ہو سکتی۔ ان لوگوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بسا اوقات سچ بولنے والوں کے سچ کا مجسٹریٹ پر اتنا رعب پڑتا ہے کہ وہ ان کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ایسے لوگوں کو پناہ ملنی چاہئے جو ہماری سوسائٹی کو جھوٹ سے پاک کر دیں گے۔

آیت نمبر ۱۳۷ میں مومنوں کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے اتاری گئی ہے ایمان لانے کی تاکیدی ہدایت ہے۔ مومنین کو ایمان کی تاکید کرنے کا یہ مطلب ہے کہ تمہارے ایمان میں کچھ کمی ہے اس لئے ان تین باتوں پر مستحکم ہو جاؤ۔ حضور انور نے اس آیت کی بہت لطیف تشریح فرمائی اور فرمایا کہ ایمان کے لئے تین اور کفر کی سزا کے لئے پانچ باتیں ہیں۔ علامہ ابن عربیؒ نے یہ کہا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ اے لوگو جو تقلیدی ایمان لائے ہو اب تحقیقی ایمان لے آؤ۔

آیت نمبر ۱۳۸ کے متعلق حضور نے فرمایا، ارتداد کی سزا قتل ماننے والوں کا ظلم سب سے زیادہ اس آیت پر ہے۔ اس آیت کے ہوتے ہوئے قتل مرتد کا سوال جھوٹا اور ناجائز ہے۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول کی مثال آنحضرت ﷺ کا مسلک ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ حضور نے فرمایا میں نے اپنی کتاب ”مذہب کے نام پر خون“ میں مفصل بحث کی ہے۔ اسی طرح ۱۹۸۶ء میں یو۔کے۔ کے جلسہ سالانہ پر ”قتل مرتد کی سزا کی حقیقت“ پر تقریر کی تھی۔ اب اس آیت کے بارہ میں تحقیق کا موقعہ ملا تو معلوم ہوا کہ ایک راوی عکرمہ جو ابن عباس کا آزاد کردہ غلام تھا اور پکا خارجی تھا اور حضرت علیؓ کا دشمن تھا علماء نے اس کی روایت پر بنا کی ہے۔ اس لئے ہمیں اس کے متعلق از سر نو چھان بین کرنی چاہئے۔ اس کے علاوہ حضور نے آل عمران کی آیت ۷۳ پڑھی جس میں ذکر ہے کہ اہل کتاب میں ایک گروہ کہتا تھا کہ دن کے پہلے حصے میں ایمان لے آؤ اور آخری حصے میں انکار کر دو۔ ان کی چال یہ تھی کہ اس طرح سیدھے سادے مسلمان بھٹک جائیں گے اور وہ بھی اسلام کو چھوڑ دیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ ایسا ہوتا رہا ہے لیکن کبھی کوئی قتل نہ ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے جب قتل کا حکم صادر فرمایا تو کسی کے ارتداد کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے ان جرائم کی وجہ سے جن کی سزا قتل تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ہر اس شخص کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا، مسلمان سمجھا اور جس نے ارتداد کا اقرار کیا اس پر کبھی قتل کا حکم صادر نہ فرمایا۔

منگل، ۱۲ر جنوری ۱۹۹۹ء :

آج کا درس سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۳۹ سے شروع ہوا جس میں ذکر ہے کہ منافقوں کو بشارت دے دے کہ ان کے لئے دردناک عذاب مقدر ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں لفظ بشارت میں طعن ہے۔ یعنی ان لوگوں کے لئے جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنا لیتے ہیں لیکن یہ مراد نہیں کہ کسی غیر مومن سے دوستی ناجائز ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ اگر یہ پیش نظر ہے کہ تمہیں ان میں عزت ملے گی تو ہرگز نہ بناؤ۔ اگر اپنوں میں ذلت اور دوسروں میں عزت نظر آئے تو آخر کار وہ ان ہی جیسا ہو جاتا ہے، یہ گہرا انفسیاتی مضمون ہے جو قرآن نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ جیسے غریب اور مسکین صحابہ پر جب خدا کی نظر پڑی تو کیسی لازوال عزت پا گئے۔ اس موقعہ پر حضور نے حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک موالات کا تفصیل سے ذکر فرمایا جس میں ملاؤں نے انگریز سے بیر اور ہندوؤں سے دوستی کا وعظ کر کے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ اس آیت میں کوئی ذکر نہیں کہ نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ قرآن مجید نے تو مشرکوں کے مقابل پر نصاریٰ کو۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

پنڈت چانکیہ کی جنم بھومی چنیوٹ میں
مولوی منظور کا
فتنۂ تحریفِ قرآن
اہل پاکستان کے لئے لمحۂ فکریہ
(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

فلسفۂ چانکیہ اور اس کی جائے ولادت

چندر گپت موریہ (وفات ۲۹۹ ق م) کے عہد میں شاطر سیاستدان اور ارتھ شاستر کے مصنف پنڈت چانکیہ کا نظریہ تھا کہ:

"جو بادشاہ زیادہ قوت حاصل کرے اسے چاہئے کہ ہمسایہ بادشاہ پر حملہ کرنے میں دیر نہ کرے۔ جو بادشاہ دیکھے کہ اس کی طاقت بڑھ رہی ہے اسے چاہئے کہ کسی جھجک کے بغیر میثاق صلح کو توڑ کر دوسرے پر حملہ کر دے۔ جس بادشاہ کی سلطنت فاتح کی حدود سلطنت کے قریب واقع ہو وہ فاتح کا دشمن ہوتا ہے"۔

(رسالہ انڈین انٹی کویری ۱۹۰۹ء صفحہ ۳۰۳ اور ۱۹۱۰ء صفحہ ۵۹ بحوالہ "تاریخ نظریہ پاکستان" صفحہ ۲۳ ناشر انجمن حمایت اسلام لاہور۔ اشاعت جولائی ۱۹۷۰ء)

پنڈت چانکیہ کی عوامی طاقت کا راز ایسے لوگ تھے جو رومی مؤرخ جسٹین کی نظر میں چور، لٹیرے اور راہزن تھے۔ (جسٹین آئی سی جلد ۲ صفحہ ۵۵۹ ایج آف امپیریل یونٹی صفحہ ۵۷ بحوالہ "ارض پاکستان کی تاریخ" جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ مؤلفہ رشید اختر ندوی۔ شائع کردہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور۔ ۱۹۹۸ء)

جھنگ کے احراری مؤرخ جناب بلال زبیری نے اپنی کتاب "تاریخ جھنگ" (مطبوعہ ستمبر ۱۹۷۶ء) میں تسلیم کیا ہے کہ **"چانکیہ چنیوٹ کا برہمن تھا"** اور "انگریز مؤرخین نے چانکیہ اور میکاولی میں موازنہ بھی کیا ہے"۔ (صفحہ ۳۰۴)

پاکستان کے ایک محقق احمد غزالی نے چنیوٹ کے نام کی نسبت لکھا ہے کہ:

"ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ عہد قدیم میں یہ شہر چینیوں کی ایک بستی تھی۔ اس نسبت کی وجہ سے اس شہر نے اپنا موجودہ نام پایا۔ دوسری روایت کی رو سے شہزادی چندن نے یہ شہر بسایا۔ اس شہزادی کے نام کی رعایت سے اس شہر کا نام 'چند نیوٹ' موزوں ہوا"۔ (ساندل بار صفحہ ۳۹ از احمد غزالی۔ مطبع فیروز سنز لاہور)

بلال زبیری صاحب نے مؤرخ یعقوبی کے حوالہ سے انکشاف کیا ہے کہ عہد اسلامی میں چنیوٹ کو "جندرور" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

(تاریخ جھنگ صفحہ ۶۹)

عربی لغت میں جَنْدَرَ کے معنی نقوش کو روشن کرنے کے ہیں۔

(Arabic-English Lexicon By Edward William Lane)

پاکستان دشمنی کا گڑھ

دسمبر ۱۹۲۹ء میں کانگرس کے اجلاس راوی کے دوران مجلس احرار کا قیام ہوا۔ چنیوٹ میں ملک اللہ دتہ اور ملک نذر محمد اس کے بانی تھے۔ قیام پاکستان سے قبل یہ شہر چانکیہ سیاست کے علمبردار اور پاکستان دشمن ہندوؤں اور احراریوں کا گڑھ تھا۔ یہ بہت نازک زمانہ تھا۔ قائداعظم نے ایک بار فرمایا:

"اس وقت میں تین محاذوں پر آزادی کی جنگ لڑ رہا ہوں۔ ایک طرف انگریز سے، دوسری طرف ہندو سے، تیسری طرف جو سب سے زیادہ خطرناک محاذ ہے وہ **غدار مسلمانوں کا ہے جو ہندوؤں اور انگریزوں کے ایجنٹ کے طور پر میری مخالفت کر رہے ہیں**"۔

("تاریخ ساز۔ محمد علی جناح" صفحہ ۶۲ از بشارت احمد نسیم۔ ادارہ مطبوعات پاکستان مردان۔ اشاعت ۱۰ر دسمبر ۱۹۷۶ء)

منظور چنیوٹی اور اس کا فضیلۃ الشیخ

انہی غداروں اور ہندوؤں اور انگریزوں کے ایجنٹوں کے سایہ تلے منظور احمد چنیوٹی صاحب نے ۱۹۳۱ء میں زندگی کا پہلا سانس لیا۔ ہوش کی آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ احراریوں کی زبردست مخالفت کے باوجود پاکستان قائم ہو چکا ہے۔ ۱۹۵۰ء میں وہ ٹنڈوالہ یار سندھ کے "دارالعلوم اسلامیہ" (دیوبندی مدرسہ) سے فارغ ہوئے اور ۱۹۵۱ء میں اپنے بیان کے مطابق مولوی غلام اللہ خان سے قرآن مجید میں تخصص کیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں

"اخذ التخصص فی التفسیر لدی **فضیلة الشیخ** غلام الله خان فی السنة ۱۹۵۱ء"۔

(القادیانی ومعتقداته۔ اشاعت ۱۳۹۳ھ)

اللہ جلشانہ نے چودہ صدیاں قبل اپنے مقدس کلام میں اعلان فرما دیا کہ "لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" (الواقعہ: ۸۰) یعنی اسے صرف مطہر چھوتے ہیں۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا کہ بندے کی پاکیزگی کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عملٌ صالحٌ یُلهِمه ایّاه" (جامع الصغیر للسیوطی صفحہ ۱۶ جلد اول) عمل صالح جسے اللہ تعالیٰ اسے الہام فرماتا ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ علم قرآن کی حقیقی رسائی صرف پاک باطن اور صاحب الہام بزرگوں ہی کے لئے ممکن ہے۔

بدنام زمانہ شخص

مگر چنیوٹی صاحب کی نظر انتخاب قرآن میں تخصص کے لئے ایک ایسے بدنام زمانہ شخص پر پڑی جس کا "قرآنی علم" اپنے مرشد مولوی حسین علی کی تفسیر "بلغة الحیران" کی ذوقیات تک محدود تھا۔ اس تفسیر کے متعلق چنیوٹی صاحب کے دیوبندی بزرگوں کا فتویٰ یہ ہے کہ:

۱...... "یہ تفسیر مسلمانوں کے لئے مضر ہے"۔ (سید مہدی حسن صدر مفتی دارالعلوم دیوبند)

۲...... "بلا شبہ عقائد اہل سنت والجماعت سے متصادم ہے"۔ (مفتی محمد شفیع سابق مفتی مدرسہ دیوبند)

۳...... "مصنف کا کوئی مذہب نہیں، نہ عقائد اہلسنت و جماعت کے موافق ہیں۔ (مفتی کفایت اللہ دہلوی)

۴...... "ایسا طائفہ ملت اسلام سے خارج ہے"۔ (مولوی عبدالجبار بگڑہ)

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مولوی غلام مہر علی صاحب کی کتاب "دیوبندی مذہب" صفحہ ۱۳۹۔ طبع دوم مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور)

یہ تو مرشد کامل کا حال ہے۔ اب اس کے مرید اور چنیوٹی صاحب کے فضیلة الشیخ غلام اللہ خان کی "قرآن دانی" اور "تقدس" کی تفصیل مجلس احرار پشاور شہر کے صدر اور مدیر روزنامہ "الفلاح" پشاور حافظ سید عبداللہ شاہ (متوفی ۲۳ر اکتوبر ۱۹۹۰ء) کے قلم سے ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔ لکھتے ہیں:

"یہ شخص دریا آباد ضلع اٹک کا رہنے والا تھا۔ غربت کی وجہ سے مساجد میں پرورش پائی اور دینی علوم کے لئے دیوبند چلا گیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر گجرات کی ایک مسجد میں دس روپے ماہوار کا امام مقرر ہوا۔ یہ ایک لڑکے کے ساتھ خلاف وضع فطری میں بدنام ہو کر راتوں رات وہاں سے نکل کر مری میں سنی بینک کے ایک ٹھیکیدار کے پاس اس کی مسجد کا امام بن گیا۔ اور اس کے بچوں کو قرآن مجید پڑھانے پر مامور ہو گیا تھا۔ سات روپے ماہوار تنخواہ اور روٹی دی جاتی تھی.......... میں نے ہی اسے راولپنڈی بلایا تھا.......... راولپنڈی کے لوگ دیندار اور جذباتی تھے انہوں نے غلام محمد کو راجہ بازار راولپنڈی کی مسجد کا امام مقرر کیا اور اس نے وہاں اپنے نام سے غلام محمد ہٹا کر غلام اللہ رکھ لیا۔ کیونکہ اس خانہ خراب کو وہابیوں نے مالی امداد شروع کر دی اور یہ حنفیت کے لباس میں وہابیت کا پرچار کرتا رہا.......... مجھے کیا معلوم کہ میرا لگایا ہوا پودا پھولوں کی بجائے خاردار، گندہ، پلید پھل لائے گا۔ آخر کار میں نے اس سے تعلقات منقطع کر لئے..........

سال ۱۹۸۰ء میں اس نے اپنی ایک جماعت بنائی اور پشاور آکر پریس کانفرنس کی۔ میں نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ مولانا غلام اللہ کو گوشۂ گمنامی سے نکال کر راولپنڈی لایا تھا۔ اس نے اخبار نویسوں کے سامنے اقرار کیا اور پھر وظیفہ لینے وہابی حکومت سعودی عرب گیا اور وہاں ہی واصل فی النار ہوا۔

رسول اکرم ﷺ کا گستاخ تھا۔ مرتے وقت شکل بگڑ گئی۔ کسی کو اس خبیث کا منہ تک نہ دکھایا گیا۔ جو شخص غلام محمد سے گریز کرے اور غلام اللہ بنے تو اس کا انجام یہی ہوتا ہے"۔

(یادداشتیں حصہ چہارم۔ صفحہ ۸۹، ۹۰ از سید عبداللہ شاہ۔ مطبوعہ پشاور)

حافظا مے خورد، رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

چنیوٹی صاحب اپنے شیخ کے نقش قدم پر

اس عبرتناک روداد سے یہ حقیقت پوری طرح بے نقاب ہو جاتی ہے کہ ملاّ چنیوٹی صاحب کے "فضیلة الشیخ" کا قرآن مجید اور اس کے حقائق و اسرار سے قطعاً کوئی تعلق نہ تھا بلکہ سورۃ آل عمران آیت ۸۸ کے مطابق "تعلیم القرآن" کے نام سے مدرسہ قائم کر کے سعودی عرب سے روپیہ بٹورنے کا کاروبار بنا رکھا تھا۔ بعینہٖ یہی صورت "شاگرد رشید" نے اختیار کی۔ پہلے ۱۹۵۴ء میں ایک مدرسہ قائم کیا پھر سعودی حکمرانوں کے حضور طواف شروع کئے اور شیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز سے سازباز کر کے بالآخر "تحفظ ختم نبوت" کے نام پر مالی امداد کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گیا جس نے اس کے ادعائے علم قرآن کی قبا پارہ پارہ کر ڈالی۔

مجدد اسلام حضرت امام غزالی نے اپنی شہرہ آفاق تالیف "احیاء علوم الدین" جلد ۲ کے چھٹے باب میں سلاطین اور حکمرانوں سے مخالطت رکھنے والے نام نہاد علماء کی مذمت میں آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث مبارک دی ہے کہ:

"ابغض القرّاء الی الله تعالیٰ الذین یَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَاءَ"۔ (روایت حضرت ابوہریرہؓ)

علماء میں سے بدترین وہ ہیں جو امراء کے پاس جاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ:

"العلماء اُمناء الرسل علی عباد الله ما لم یخالطوا السلطان فاذا فعلوا ذلک فقد خانوا الرسل فاحذروهم واعتزلوهم"۔

(صفحہ ۹۰۲ ناشر دار الکتب العربی)

یعنی علماء اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رسولوں کے امین ہیں جب تک سلاطین سے میل جول نہ رکھیں اور جب ایسا کریں تو انہوں نے رسولوں کی خیانت کی ان سے بچو اور کنارہ کش ہو جاؤ۔

چنیوٹی صاحب کی ضیاء الحق آمر کی جبہ سائی کے نتیجہ میں ڈاکٹر عبداللہ بن زاید وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی اس کے مدرسہ چنیوٹ آئے۔ تو اس نے اپنے سپاس نامہ میں پہلے تو یہ افتراء کیا کہ احمدیوں کے نزدیک معاذاللہ ربوہ "مکہ مدینہ سے زیادہ مقدس شہر ہے"۔(سپاس نامہ صفحہ ۳)۔ ازاں بعد سعودی عرب کے گماشتہ اور دم چھلے کی حیثیت سے عرض کیا کہ "رابطہ عالم اسلامی" اور "دارالافتاء" سعودی عرب کے تعاون سے اس نے یورپ، مشرقی و مغربی افریقہ اور مشرق وسطی کے جو دورے (احمدیوں کے خلاف) کئے ان کی مفصل رپورٹیں اور اہم تجاویز سعودی حکومت کے ان اداروں کو دی جاچکی ہیں"۔(صفحہ ۶)۔ آخر میں کاسہ گدائی لئے ہوئے ڈاکٹر عبداللہ بن زاید کی "خدمت اقدس" میں اپنے "منصوبہ" کے متعلق عاجزانہ درخواست کی کہ حضور اس کے لئے معقول سرمایہ اور وسائل کی ضرورت ہے"۔(سپاس نامہ صفحہ ۷ مطبوعہ ڈیلی بزنس پریس فیصل آباد)

پنجاب اسمبلی میں انسانیت سوز مظاہرہ

چنیوٹی صاحب اب پورے طور پر "غلام اللہ خانی" کے رنگ میں رنگین ہو چکے تھے۔ برنس میں ان کی جانکیائی روح انہیں پنجاب اسمبلی میں بھی لے آئی تا پاکستان کے عوام میں شہرت حاصل کرنے کے علاوہ مزید دولت پیدا کر سکیں۔ حالانکہ اسلامی نقطہ نگاہ سے کسی قسم کی عہدہ طلبی نالائقی کی کھلی علامت ہے۔ چنانچہ آنحضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا واضح ارشاد ہے کہ:

"انا واللہ لا نولّی علی ھذا العمل احداً سألہ ولا احدا حرص علیہ"۔

(مسلم کتاب الامارۃ۔ راوی ابو موسیٰ)

خدا کی قسم ہم اس حکومت کے کسی منصب پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتے جو اس کا طالب ہو اور نہ کسی ایسے شخص کو جو اس کا حریص ہو۔

پنجاب اسمبلی میں رسول اللہ کے اس گستاخ و نافرمان کا کردار ایسا اخلاق سوز تھا کہ اس کے مذہبی کاروبار میں شریک بھی مجسم احتجاج بن گئے۔ مجلس دعوت اسلامیہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ نے الزام لگایا کہ مولوی منظور احمد چنیوٹی نے اسمبلی میں منفی کردار ادا کر کے اہلیان چنیوٹ کو شرمندہ کیا ہے۔ وہ سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے **ختم نبوت کا لیبل** استعمال کر کے مبلغین ختم نبوت کو مجروح کر رہے ہیں۔(امروز ۱۲ر جون ۱۹۸۵ء)

اس ضمن میں روزنامہ "حیدر" راولپنڈی نے یکم نومبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں حسب ذیل خبر شائع کی۔

پنجاب اسمبلی میں مولانا منظور چنیوٹی کا کردار ملت اسلامیہ کی رسوائی کا سبب بنا

(ربوہ)(نمائندہ حیدر)۔ خطیب مسجد احرار مولانا اللہ یار ارشد اور قاری محمد یامین گوہر امیدوار صوبائی اسمبلی نے گزشتہ روز چنیوٹ میں ایک انتخابی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ختم نبوت کے نام کو بیچ کر قوم سے ووٹ حاصل کئے اور پنجاب اسمبلی میں جاکر جو مذموم کردار ادا کیا وہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے رسوائی کا سبب بنا۔ انہوں نے کہا کہ یہ شخص مذہب کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ اور فتویٰ بازی اس کا مشن ہے۔ انہوں نے کہا کہ قوم کے ساتھ یہ دھوکہ بازی ہم ہرگز نہیں چلنے دیں گے۔ مولانا اللہ یار ارشد نے کہا کہ جھوٹ اس کا مشن ہے، دھوکہ اس کا پیشہ ہے۔ اور صوبائی اسمبلی میں معافی مانگ کر اس شخص نے ختم نبوت کے پروانوں کے سر جھکادئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کے نام پر قوم سے چندہ بٹور کر اس نے اپنی ذاتی جاگیریں اور ڈیرے بنائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں انہیں وارننگ دی کہ سیاسی فتویٰ بازی بند کر دو ورنہ تمہارا سارا حدود اربعہ قوم کے سامنے کھول کر رکھ دیا جائے گا"۔

شہر "ربوہ" کا نام بدلنے کا مطالبہ

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے رسوائے عالم فیصلہ اسمبلی کے بعد چنیوٹی صاحب نے اشرفی آفسیٹ پریس لائل پور سے ایک دو ورقہ شائع کیا جس کا نام تھا "ربوہ کا نام فی الفور تبدیل کرو"۔ اس اشتعال انگیز ہینڈ بل میں انہوں نے وزیر اعظم و ممبران قومی و صوبائی اسمبلی حکومت سے ربوہ کا نام بدلنے کا مطالبہ کیا اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ آیت قرآنی "و اوینھما الی ربوۃ"۔(المومن:۵۱) میں ربوہ کا لفظ موجود ہے۔" اس نام کی آڑ میں دراصل مقصد یہ ہے کہ آنے والی نسلیں جب قرآن پاک کی اس آیت کو پڑھیں تو ربوہ کا مصداق سوائے اس کے کہ ربوہ ضلع جھنگ کا ایک شہر ہے جو چناب کے قریب اور کوئی ہو اس لحاظ سے یہ ایک صاف اور صریح قرآنی تحریف ہے"۔(صفحہ ۲)

بانی ربوہ کا ترجمہ آیت اور دو سو سالہ مترجمین کی طرف سے اس کی تائید

حق یہ ہے کہ جس طرح چنیوٹی صاحب نے وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی کے سامنے کمال بے شرمی اور بے حیائی سے یہ سفید جھوٹ بولا کہ احمدی اپنے عالمی مرکز ربوہ۔ کو مکہ اور مدینہ سے زیادہ مقدس سمجھتے ہیں۔ بالکل اسی طرح یہ محض دجل اور فریب ہے کہ احمدیوں کا نعوذباللہ یہ عقیدہ ہے کہ ربوہ سورہ المومنون میں مذکور ربوہ کا مصداق ہے یا اس کا مصداق ثابت کرنے کے لئے یہ نام تجویز کیا گیا ہے۔ عربی زبان میں بلند جگہ یا ٹیلہ کو ربوہ کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے مفردات امام راغب) خود قرآن مجید نے دوسرے مقام پر یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔(البقرہ:۲۶۶)

بانی ربوہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اس سرزمین کو اپنے ماحول سے بلند و مرتفع ہونے کے باعث ہی اسے ربوہ سے موسوم فرمایا جو حضور کے بلند پایہ ذوق عربی اور نکتہ نوازی کا عکاس ہے۔ اور اس کا فیصلہ کن اور بالکل واضح دستاویزی ثبوت یہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے سورہ مومنون کی آیت ۵۱ کا ترجمہ "تفسیر صغیر" میں بایں الفاظ فرمایا ہے کہ:

"ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک نشان بنایا اور ہم نے **ان دونوں کو ایک اونچی جگہ پر پناہ دی** جو ٹھہرنے کے قابل اور بہتے ہوئے پانیوں والی تھی"۔

اگر حضور اس آیت کا مصداق ربوہ شہر کو سمجھتے تو اول تو یہ ترجمہ نہ کرتے دوسرے اس مسلک کی تائید میں اس ترجمہ کے حاشیہ میں ربوہ شہر کا تذکرہ فرماتے مگر ایسا کوئی نوٹ آپ کے قلم سے موجود نہیں ہے۔

اب مجھے اس حقیقت کو بے نقاب کرنا ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ربوہ کا جو ترجمہ کیا ہے برصغیر پاک و ہند کے علماء دو صدیوں سے اسی کے موافق ترجمہ کرتے آرہے ہیں ان علماء میں سنی، دیوبندی، بریلوی، مودودی اور اہل تشیع غرضیکہ ہر مکتب فکر کے علماء شامل ہیں۔ ذیل میں بطور نمونہ چند اردو تراجم کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱...... **(حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ)**۔ "جاگہ دی ہم نے اون دونوں کو **طرف زمین بلند کے**"۔

(ترجمہ قرآن شائع کردہ شیخ غلام علی لاہور مارچ ۱۹۲۳ء)

۲...... **(حضرت شاہ عبدالقادرؒ)**۔ "ان کو ٹھکانا دیا **ایک ٹیلہ پر**"۔

(پانچ ترجموں والا قرآن مجید ناشر سید محمد شفیع الدین مالک اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی ۱۵/فروری ۱۹۲۶ء)

۳...... **(شمس العلماء حافظ نذیر احمد دہلوی)**۔ "ان دونوں کو ایک **اونچی جگہ پر**...... لے جاکر پناہ دی"۔

۴...... **(مولوی فتح محمد صاحب جالندھری)**۔ "ان کو ایک اونچی جگہ پر...... پناہ دی"۔(ناشر تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی)

۵...... **(مولوی مفتی شاہ محمد احمد رضا خان)** "انہیں ٹھکانہ دیا ایک **بلند زمین**"۔(ناشر تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی)

۶...... **(مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری)**۔ "ہم نے ان کو ایک **اونچی جگہ پر**...... جگہ دی تھی"۔

(مطبع چشمہ نور امرتسر۔ اشاعت ۱۳۱۳ھ)

۷...... **(مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی)**۔ "دونوں کو ٹھکانا دیا **ایک اونچی جگہ پر**"۔(مطبوعہ گلشن ابراہیم پریس۔ امین آباد لکھنؤ ۱۳۳۲ھ)

۸...... **(مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی)**۔ "ان کو ٹھکانا دیا **ایک ٹیلہ پر**"۔

(ناشر نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

۹...... **(حافظ سید فرمان علی صاحب دربھنگوی بھارت)**۔ "دونوں کو ہم نے **ایک اونچی ہموار**...... جگہ دی"۔

(ناشر پیر محمد ابراہیم ٹرسٹ کراچی۵)

۱۰...... **(حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی)**۔ "ان دونوں کو ایک اونچے ٹیلے پر ٹھہرنے کی جگہ تھی"۔

(ناشر افتخار بکڈپو کرشن نگر لاہور)

۱۱...... **(سید امداد حسین شاہ صاحب کاظمی مشہدی)**۔ "ہم نے ان دونوں کو **اونچی ہموار** ٹھہرنے کے قابل...... جگہ دی"۔(ناشر انصاف پبلشنگ کمپنی ریلوے روڈ لاہور ۱۳۸۱ھ)

۱۲...... **(سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی)**۔ "ان کو ایک **سطح مرتفع** پر رکھا"۔

(تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۲۸۰۔ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور۔ستمبر ۱۹۷۶ء)

۱۳...... **(پیر محمد کرم شاہ الازہری سجادہ نشین بھیرہ)**۔ انہیں بسایا **ایک بلند مقام پر**"۔

(ضیاء القرآن جلد سوم صفحہ ۲۵۷، ۲۵۸۔ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ۱۳۹۹ھ)

۱۴...... **(مولانا ابوالکلام آزاد "امام الہند")**۔ "انہیں **ایک مرتفع مقام** میں پناہ دی"۔(ترجمان القرآن جلد دوم صفحہ ۵۶۵۔ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور طبع اول ۱۹۳۶ء)

۱۵...... **(مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)**۔ "ہم نے ان دونوں کو **ایک ایسی بلند زمین** پر لے جاکر پناہ دی"۔

(ناشر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۹۲۸ء)

۱۶...... **(مولوی محمد جونا گڑھی)** "ان دونوں کو **بلند**...... **جگہ** میں پناہ دی"۔

(مطبوعہ شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ، زیر نگرانی وزارت مذہبی امور، اوقاف دعوت و ارشاد۔ مملکت سعودی عرب سنہ ۱۴۱۷ھ)

جانکیہ اور غلام اللہ خان کے جانشین کی ترجمہ قرآن میں تحریف

الغرض حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ کے ترجمہ قرآن سے لے کر سعودی عرب کے زیر انتظام مدینہ منورہ (دام اللہ شرفہا) سے طبع ہونے والا تازہ ترین اردو ترجمہ قرآن تک سب ہی بانی ربوہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ کے ترجمہ ہی کی تائید کرتے ہیں۔ مگر اس کے مقابل اب آیئے جانکیہ اور غلام اللہ خان کے جانشین اور معنوی اولاد یعنی منظور اینڈ کمپنی کا ترجمہ

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

مسجدیں تو جتنی بنائی جا سکتی ہیں بناتے جانا چاہئے
کوئی جماعت ایسی نہ ہو جس کی اپنی مسجد نہ ہو

وہ جو خدا کے گھر کے دشمن تھے، خدا کے گھر کو مٹانے کے درپے تھے ان کے گھر ضرور مٹائے جائیں گے اور مٹائے جا رہے ہیں

ظلم کا تصور بھی احمدی کے ذہن میں داخل نہیں ہونا چاہئے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۱ر فتح ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتاً لِلّٰهِ حَنِيْفاً. وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. شَاكِراً لِّاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰهُ وَ هَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (النَّحْل :۱۲۱، ۱۲۲)

یہ آیات سورہ النحل کی ۱۲۱ویں اور ۱۲۲ویں آیات ہیں۔ ان کا تشریحی ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیم یقیناً ایک امت تھا، ایسی امت جو ہمیشہ تذلل اختیار کرنے والا۔ امت کا لفظ تو کثرت سے لوگوں کے گروہ کے متعلق استعمال ہوا کرتا ہے مگر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بڑی امت تھے۔ ان معنوں میں یہ ایک خوشخبری بھی تھی اور ایسی خوشخبری تھی جو کبھی کسی اور نبی کو اس رنگ میں عطا نہیں ہوئی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی امت بھی ابراہیم ہی کی امت ہے اور اس پہلو سے ابراہیم کی اپنی امت کا جو پھیلاؤ ہے دنیا میں وہ بھی بے شمار ہے۔ تو ان امور کو پیش نظر رکھیں تو امت کا ایک بیج تھا اس کا یہ معنی بنے گا۔ ابراہیم کے اندر ایک ایسی امت کا بیج تھا جس نے سب دنیا پہ چھا جانا تھا اور اس بیج نے سب سے زیادہ اعلیٰ درجے کی نشوونما حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ظہور کے ذریعے سے حاصل کرنی تھی۔

قَانِتاً ہمیشہ تذلل اختیار کرنے والا اللہ کی خاطر، اللہ کے حضور ہمیشہ بچھا رہنے والا۔ حنیفاً اس حد تک اللہ کی طرف جھکاؤ کہ اگر ایسے جھکاؤ والے کے قدم ڈگمگائیں بھی تو خدا ہی کی طرف گرے گا یعنی خدا سے ہٹ کر دوسری طرف گرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو قدم ڈگمگانے کا محاورہ ہے مراد یہ ہے کہ اس جھکاؤ کے ساتھ ہمیشہ رہا کہ جب بھی پناہ کی ضرورت پڑی، جب بھی سہارا ڈھونڈتا ہوا اللہ ہی کی پناہ لی، اللہ ہی کا سہارا ڈھونڈا۔ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور وہ مشرکین میں سے نہیں تھا۔ اب مشرک کی نفی اس سے بہتر الفاظ میں نہیں ہو سکتی۔ جو الفاظ اس سے پہلے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق استعمال ہوئے ہیں اس میں ہر قسم کے شرک کی نفی ہے۔ اس پر اگر آپ غور کریں تو حیران ہونگے کہ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ میں ہر طرح کے شرک کی نفی شامل ہو گئی ہے اور ابراہیم کو ایک موحدّ بندے کے طور پر پیش کیا۔ اس کے نتیجے میں اس پر شکر واجب تھا اور یہی اس سے اگلی آیت بیان فرما رہی ہے۔ شَاكِراً لِّاَنْعُمِهٖ نعمتیں تو اس پر بے شمار تھیں اللہ کی، وہ ان سب نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا تھا۔ اب جتنی بڑی نعمتوں کا ذکر گزرا ہے اس کا شکر بھی سوچیں کہ کتنا وسیع شکر ہوگا۔ کس گہرائی سے شکر ادا کیا گیا ہوگا اور کس وسعت کے ساتھ ہر نعمت کا تصور کر کے اس کا شکر ادا کرنا گویا کہ ساری زندگی اسی میں صرف ہو گئی۔ اِجْتَبٰهُ اللہ نے اسے چن لیا۔ شکرِ نعمت کا حق ادا کئے بغیر چننے کا سوال نہیں اور چنے بغیر شکرِ نعمت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ دونوں باتیں لازم و ملزوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ چنتا ہی ان بندوں کو ہے جو نعمت کا شکر ادا کرنے کا حق ادا کرتے ہیں اور جو حق ادا کرتے ہیں ان کو مزید چن لیتا ہے تو گویا ایک لامتناہی سلسلہ اجتبیٰ کا ہے جو چلتا چلا جاتا ہے اور وہ راستہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ جتنا اللہ کا احسان بڑھتا چلا جائے اتنا شکر بڑھتا چلا جائے اسی قدر اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا اِجْتَبٰی کا فعل صادر ہوتا چلا جائے گا اس بندے کو مزید نیک ترقیوں اور بلندیوں کے لئے چن لے گا۔

چنانچہ اسی آیت کے آخر پر ہے وَ هَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اس کو ایک سیدھی راہ کی طرف ہدایت دی ہے۔ حضرت ابراہیم تو صراط مستقیم پر تھے ہی یہاں اس مضمون کے سیاق و سباق سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ ایک جاری صراط مستقیم کا سلسلہ تھا جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا کیونکہ صراط مستقیم اس رستے کو کہتے ہیں جو بالکل سیدھا ہو اور سیدھا رستہ کبھی بھی کہیں ختم نہیں ہو سکتا۔ ہر چیز جو ختم ہوتی ہے اس کے لئے ایک دائرے کی ضرورت ہے، خم کی ضرورت ہے اگر کسی چیز میں خم نہ ہو تو وہ لامتناہی ہو گی تو اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ میں یہ معنی اس سیاق و سباق کے ساتھ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ایسے رستے پر چلا دیا نعمتوں اور شکر، نعمتوں اور شکر، نعمتوں اور شکر اور اس کے نتیجے میں اللہ کا اجتباء کرتے چلے جانا کہ یہ راہ جو تھی یہ صراط مستقیم تھی اس راہ پر کبھی بھی کوئی آخر نہیں آیا کرتا، مسلسل آگے بڑھنے والی، مسلسل آگے چلنے والی راہ ہے۔

اور دوسری آیت میں جو حضرت ابراہیم کے متعلق و فی الآخرة من الصٰلحين کا ذکر آتا ہے اس میں بھی دراصل اسی طرف اشارہ ہے کہ اس کی ہر آخرت صلاح کی آخرت تھی۔ اس کا ہر بعد میں آنے والا فعل نیکی کا فعل تھا۔ تو صرف دنیا ہی میں اس نے حسنات سرانجام نہ دیں، دنیا ہی میں نیکیوں پر نہیں چلا بلکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نیکیاں بھی اس کو عطا کیں اور ایسی صلاحیت عطا فرمائی، ایسی پاکیزگی عطا فرمائی جو دن بدن بڑھتی چلی جا رہی تھی اِس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی اس کے صالح ہونے کا اثر ان معنوں میں ظاہر ہوتا ہے جن معنوں میں یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ لامتناہی سلسلہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

یہ آیات شکر کی آیات ہیں اور آج بھی میں شکر ہی کے مضمون پر کچھ امور بیان کرنا چاہتا ہوں اور ان کا سب سے اول تعلق تو جلسہ سالانہ قادیان سے ہے جو حال ہی میں گزرا ہے۔ اس جلسے کے متعلق میں نے یہ بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان ہے کہ اس کثرت سے نومبایعین جو ہندوستان کے رہنے والے نو مبایعین تھے تشریف لائے اور دوسرے ہندوستانی اس کثرت سے تشریف لائے کہ ان کی تعداد ہر دوسرے جلسے سے بڑھ گئی سوائے اس جلسے کے جس میں میں شامل ہوا تھا۔ لیکن مجھے بعد میں توجہ دلائی گئی اور گھر میں ہی ہماری ایک بچی نے کہا کہ آپ کی بات اعداد و شمار کے لحاظ سے درست نہیں ہے کیونکہ ہندوستان کی جماعتیں آپ کے وہاں دورے کے وقت بھی اس کثرت سے شامل نہیں ہوئی تھیں اس لئے نیا ریکارڈ ہے یہ۔ یہ ایک نئی منزل ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں لے جا کر کھڑا کیا اور آگے بڑھنے کے لئے کھڑا کیا ہے ہر منزل پر انسان تھوڑا سا دم لیتا ہے پھر آگے چل پڑتا ہے۔ تو واقعی یہ بہت گہری بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قادیان کے جلسے میں اس کثرت سے ہندوستانیوں کو شامل ہونے کی توفیق بخشی ہے جن میں بھاری اکثریت نومسلموں کی تھی کہ ایسی کثرت سے ہندوستانیوں کا کسی قادیان کے جلسے میں شریک ہونا اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ جس جلسے میں میں شامل ہوا تھا، مجھے اللہ نے توفیق عطا فرمائی تھی اس وقت پاکستان سے بڑی بھاری تعداد احمدیوں کی اس میں شامل ہوئی تھی۔ اب کوئی بھی پاکستان سے وہاں نہیں جا سکا۔ وہ غالباً چھ سات ہزار تھے جو پاکستان ہی سے وہاں پہنچے ہوئے تھے اس کے علاوہ سب دنیا سے کئی ہزار، دو تین ہزار مہمان تشریف لائے ہوئے تھے جو اب صرف چند سو صرف تو اگر ان کا حساب نکال لیں تو بلاشبہ یہ جلسہ

ایک ریکارڈ جلسہ ہے۔ایسا ریکارڈ کہ میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ اب ہمارے لئے نئے معیار مقرر فرمائے گا۔

اور اس کے ساتھ میری توجہ اس طرف بھی منتقل ہوئی کہ پاکستان میں کبھی کوئی جلسہ ایسا نہیں ہوا جس میں دس ہزار نو مبایعین شامل ہوئے ہوں۔ دس ہزار تو کیا ہزار ڈیڑھ ہزار سے زیادہ کا مجھے یاد نہیں کہ کبھی بھی پاکستان کے کسی جلسے میں اس کثرت سے نو مبایعین شامل ہوئے ہوں اور غیر احمدیوں کی تعداد بھی نسبتاً معمولی ہوا کرتی تھی۔ غیر مبایعین اور نو مبایعین کو ملا بھی لیں تو ربوہ کے جلسے میں دو اڑھائی ہزار سے زیادہ ان کی تعداد نہیں ہوا کرتی تھی، زیادہ سے زیادہ اتنی تھی۔ تو اب قادیان کا جلسہ دیکھیں تو کتنا آگے بڑھ گیا ہے اللہ کے فضل کے ساتھ ربوہ کے مقابل پر اس کا بڑھنا ایک خوش خبری ہے کہ جس ربوہ کے یہ پیچھے پڑے ہوئے ہیں اللہ ایسے ہزار ربوے اور پیدا کر دے گا۔

اور ربوہ کی تمہیں باتیں یاد ہیں اسوقت تم تو کچھ بھی نہیں تھے جب ربوہ پہ تمہیں قبضہ تھا اس وقت تو تمہاری کوئی حیثیت ابھی نہیں تھی۔اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ ہندوستان میں کس کثرت کے ساتھ تمہارے لئے نئے انصار پیدا کر رہا ہے جو قانِتاً لِلّٰہ نیکی کی راہوں پہ آگے بڑھیں گے۔اور حضرت ابراہیم کے ساتھ جو خدا کا وعدہ تھا اور جو سلوک فرمایا گیا وہی سلوک ہے اب جو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے مقدر میں آچکا ہے اور دنیا کا کوئی دشمن بھی اسے ہم سے کھینچ کے چھین نہیں سکتا۔

اب ان لوگوں کی پھبتیاں اور تعلیاں کیا حیثیت رکھتی ہیں۔ ابھی تک بعضوں کے خط آتے ہیں کہ بڑا افسوس ہو رہا ہے کہ پتہ نہیں کیا ہو گا وہاں۔ان کو یہ نہیں پتہ کہ خدا کیا کر رہا ہے وہ تو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کس طرح مقابلے کر رہی ہے ان کے اور کس طرح ان کو نامراد کر رہی ہے کوئی بھی ان کی حیثیت باقی نہیں رہی۔ آگ ہے جو سینوں میں لگی ہوئی ہے اس کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہیں رہا۔

اب شکر کے تعلق میں ہی میں بعض احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔اور انہی احادیث سے سبق لیتے ہوئے اب ہندوستان کے نو احمدیوں کے شکر کا طریقہ آپ کو بتاتا ہوں۔سب سے پہلی حدیث تو بندوں کے احسان سے تعلق رکھنے والی ہے۔عن اسامة بن زيد رضي الله تعالىٰ عنهما۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جس پر کوئی احسان کیا گیا ہو اور وہ احسان کرنے والے کو کہے کہ اللہ تجھے اس کی جزائے خیر اور اس کا بہترین بدلہ دے تو اس نے ثنا کا حق ادا کر دیا۔(ترمذی كتاب البرّ والصلة باب في ثناء بالمعروف)۔اب یہ وہ حدیث ہے جس کا تعلق محض بندوں کے احسان سے ہے کیونکہ خدا کو تو نہیں انسان کہا کرتا کہ جزاك الله احسن الجزاء۔اے اللہ تجھے اللہ جزا دے اس لئے اس حدیث کا کوئی اور معنیٰ ممکن ہی نہیں ہے سوائے اس کے کہ بندوں کا معاملہ بندوں کے ساتھ ہو۔

قَدْ اَبْلَغَ فِی الثَّنَآءِ اس کا مطلب یہ ہے کہ حق ہی ادا نہیں کیا بلکہ بہت مبالغہ کیا ثنا میں۔ مبالغہ ان معنوں میں کہ جہاں تک ثنا ممکن تھی وہ اس نے کر دی اس لئے جب آپ کہتے ہیں جزاك الله خيراً کہ اللہ تجھے بہترین جزا دے تو یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ بعض لوگ اپنی حماقت سے یہ سمجھتے ہیں کہ مقابل پہ دیا تو ہمیں کچھ بھی نہیں اور جزاك الله کہہ کے، بعض لوگ کہتے ہیں ٹرخا دیا۔ بہت ہی بے وقوف ہیں یہ خیال کر لینے والے کیونکہ بندہ کیا دے سکتا ہے آخر۔ آپ جتنا بھی اس کے لئے کچھ کریں وہ زیادہ سے زیادہ جو دے گا پھر بھی اپنے بندے کے احتیاج کے مطابق دے گا۔وہ خود محتاج ہے اس کا ایک محدود دائرہ ہے اس سے بڑھ کر وہ آپ کو کچھ عطا کر ہی نہیں سکتا۔ تو وہ لوگ جو عطا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایک پہلو سے بدلہ اتار بھی دیتے ہیں مگر جب بدلہ اتار دیا جائے تو دونوں کے درمیان جو محبت اور مودّت کا رشتہ ہے وہ عملاً منقطع ہو جاتا ہے۔

ایک انسان سمجھتا ہے میں نے اس کے لئے کچھ کیا تھا دوسرا کہتا ہے میں نے اس کے لئے کر دیا اور جب بھی کوئی وقت پڑے تو کہہ دیتے ہیں دیکھو میں نے تمہارا بدلہ اتار دیا تھا اور جتنا تم نے کیا تھا اس سے زیادہ دیا تھا تو بات وہیں ختم ہو گئی۔ لیکن جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً کے اوپر رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قَدْ اَبْلَغَ فِی الثَّنَآءِ اس سے بڑھ کر وہ اس کی ثنا اور کیا کر سکتا تھا کہ اپنے احسان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ جزا کی دعا دی جائے تو دل کی گہرائی سے دینی چاہئے اور اگر دل کی گہرائی سے یہ دعا اٹھے تو اس سے بہتر کسی احسان کا بدلہ نہیں اتارا جا سکتا۔ کیوں؟۔ اس دعا کو پھر اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ اور دل کی گہرائی سے تبھی اٹھ سکتی ہے اگر انسان کے اندر احسانمندی کا جذبہ ہو، اگر انسان کے اندر احسان کو قبول کرنے اور اس پر خوش ہونے اور تھوڑے سے کو بہت زیادہ سمجھنے کا جذبہ ہو تبھی دل کی گہرائی سے دعا اٹھ سکتی ہے۔

تو تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے اس میں بڑا گہرا سبق ہے۔ **اپنے روزمرہ کے معاملات کو آپس میں درست کریں اور احسان کا جو بدلہ اللہ تعالیٰ چاہتاہے کہ آپ بہترین رنگ میں ادا کریں وہ دعا کے ذریعے ہے اور ایسی دعا کے ذریعے جس سے بڑھ کر پھر دعا ممکن نہیں ہے۔** لیکن ایک شرط ہے اس کے ساتھ وہ یہ ہے کہ اگر آپ اپنی طرف سے کچھ دے سکتے ہوں تو وہ دینے کے علاوہ یہ دعا دیں۔ دو باتیں ہیں، دے کر انسان سمجھے کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے اور پھر اللہ کی طرف معاملہ لوٹا دے کہ اے اللہ اس کو اتنا دے کہ جو میرے تصور میں بھی نہیں آسکتا یا اس کے تصور میں بھی نہیں آسکتا تو یہ ایک لامتناہی شکر کا سلسلہ ہے جو چلتا چلا جاتا ہے۔ یہ وہ صراط مستقیم ہے شکر کی جس کا ذکر حضرت ابراہیم کے سلسلے میں بیان فرمایا گیا ہے۔

اگلی حدیث وہ ہے جو بہت گہری ہے اور مختلف معانی رکھتی ہے۔ بندوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور اللہ کے احسانات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ جتنا میں نے اس پر غور کیا ہے اتنا ہی زیادہ میں اس کے مختلف معانی میں کھویا گیا ہوں اور مشکل محسوس کرتا ہوں کہ ان سب معانی کی طرف آپ کو متوجہ کر سکوں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے تھوڑے سے کلام میں بے انتہا معانی مضمر ہوا کرتے ہیں اور یہ وہ حدیث ہے جس کا تعلق بیک وقت انسانوں کے احسان سے بھی ہے اور اللہ کے احسانات سے بھی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جسے کوئی چیز عطا کی جائے۔ اب دیکھیں مجہول رکھا ہے اس کو مَنْ اُعْطِیَ عَطَآءً صاف پتہ چل رہا ہے کہ اس میں دونوں امکانات کو مد نظر رکھا گیا ہے چیز بندے کی طرف سے عطا کی جائے یا اللہ کی طرف سے عطا کی جائے تو یہی چابی ہے اس بات کی کہ آگے جتنے مضامین چل رہے ہیں وہ بندوں اور خدا دونوں کی طرف منسوب ہونگے۔ جب اللہ کی طرف منسوب ہونگے تو پھر اس کے معنے بہت زیادہ وسیع اور گہرے ہوتے چلے جائیں گے جسے کوئی چیز عطا کی جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کا بدلہ دے، ان معنوں میں اُعْطِیَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْیُجْزَ بِهٖ اب یہاں ترجمہ کرنے والے نے یہ غلطی کی ہے کہ وَجَدَ کے مضمون کو آخر پہ رکھا ہے حالانکہ یہ فرمایا گیا فَوَجَدَ فَلْیُجْزَ بِهٖ اگر اسے توفیق ہو۔ وَجَدَ کا یہ معنیٰ ہے یہاں، اگر توفیق ہو تو اس کا بدلہ دے۔

اب اللہ کے بدلہ اتارنے کی توفیق ہی نہیں تو بندوں کے معاملے میں توفیق کچھ نہ کچھ تو ہوتی ہے۔ مگر اللہ کے معاملے میں تو کوئی توفیق ہی نہیں ہے آپ کیسے توفیق پائیں گے کہ اللہ کا بدلہ اتاریں۔ تو یہ دو شاخہ معنیٰ چلتا چلا جا رہا ہے آگے فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُثْنِ بِهٖ فَمَنْ اَثْنٰی بِهٖ فَقَدْ شَکَرَ۔ اب یہاں ایک محاورہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے استعمال فرمایا ہے جو عربی لغت میں اس طرح نہیں ملتا کہیں بھی۔ ثَنیٰ عَلَیْهِ کا مضمون تو ملتا ہے لیکن ثَنٰی بِهٖ۔ اَثْنٰی بِهٖ کا جو صلہ ہے "ب" کے ساتھ یہ آپ کو کسی لغت میں کہیں نظر نہیں آئے گا اور یہ بات واضح کر رہی ہے کہ حضرت اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذہن میں عام معنوں سے ہٹ کر کچھ معانی ہیں اور یہی وہ پہلو ہے جو آج میں آپ کے سامنے خوب کھولنا چاہتا ہوں۔

فَلْیُجْزِ بِهٖ۔ جَزیٰ بِهٖ کا مضمون تو ہر لغت میں آپ کو مل جائے گا۔ کسی کو کسی چیز کی جزا دی جائے تو کہیں گے جزیٰ بِهٖ یہ عام مضمون ہے۔ مگر یُثْنِ بِهٖ کہیں نظر نہیں آئے گا اور یہی وہ ثَنٰی بِهٖ ہے جس کا معنیٰ بہت وسیع ہے جس کے متعلق میں آج آپ کے سامنے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو یا توفیق نہ ہو تو یُثْنِ بِهٖ اگر میں بندوں کی بات پہلے شروع کرتا ہوں تو یہ نہیں فرمایا کہ اس کی تعریف کرو اس کا کوئی ذکر نہیں ہے اس چیز کے ذریعے اس کا شکر ادا کرو جو تمہیں عطا کی گئی ہے۔ یہ مضمون عام مضمون سے بہت گہرا ہے۔ یُثْنِ بِهٖ کا صرف یہ مطلب بنے گا اس چیز کے ذریعے شکر عطا کرو جو تمہیں عطا کی گئی ہے۔ اس چیز کے ذریعے کیسے شکر ہوتا ہے اس کے بہت سے طریق ہیں جو اس حدیث میں اللہ کے تعلق میں تو سمجھ آ جاتے ہیں، بندے کے تعلق میں فوری طور پر سمجھ نہیں آسکتے مگر غور کریں تو سمجھ آجائے گی۔

جو چیز تمہیں دی گئی ہے اس کو اگر لوگوں میں آگے بیان کرو اگرچہ دینے والا شکریے کا محتاج نہیں ہے اور دینے والے کا شکریے کا احتیاج اس کو اس قابل ہی نہیں رہنے دیتا کہ اس کا احسان کرنے والوں میں شمار ہو سکے۔ تو یہاں یہ نہیں فرمایا کہ اسکی ثنا کرو کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے۔ فرمایا اس چیز کو جو دیتا ہے اس کو آگے چلاؤ۔ اب کسی بندے کو کسی کی طرف سے کچھ ملتا ہے اگر وہ اس کو روک کے بیٹھ جائے تو یہ ثنا کا حق ادا نہیں کر رہا۔ بِهٖ کے معنے میں ادا نہیں کر رہا۔ اس چیز کو استعمال کر کے اس کا حق ادا کرو۔ اب یہ استعمال بھی کئی طریق سے ہے۔ ایک تو یہ کہ خود اپنے اوپر استعمال کرو، اپنے گھر والوں پر استعمال کرو، اپنے عزیزوں پر استعمال کرو جو ثابت کر دے گا کہ تمہیں وہ چیز پسند تھی۔ اگر استعمال ہی نہ کرو اور چھپا لو یا الگ پھینک دو تو یہ شکر کا حق ادا کرنے والی بات نہیں ہے۔

دوسرے لوگوں تک پہنچاؤ۔ اسی چیز کا فیض اسی طرح لوگوں تک پہنچاؤ جیسے تم تک کسی نے اس چیز کا فیض پہنچایا تھا تو یہ سارے معنے بِهٖ سے نکلتے ہیں اور عَلیٰ سے نہیں نکلتے جو عام طور پر ثنا کا صلہ ہے کیونکہ یہ دونوں مضمون بیک وقت چل رہے ہیں۔ اب میں صرف خدا کے تعلق میں یہ مضمون بیان کرتا ہوں۔

فَمَنْ اَثْنٰی بِهٖ فَقَدْ شَکَرَهٗ جس نے خدا کی عطا کردہ چیزوں کے ذریعے اللہ کا شکر ادا کیا یعنی ان سب چیزوں کو اس طرح بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے استعمال کیا جس طرح اللہ نے اس کو عطا کی تھیں ان کو نہ چھپایا، نہ یہ ظاہر کیا کہ خدا نے خاص فضل مجھ پہ فرمایا ہے کیونکہ جب بھی اس بات کو چھپائے گا کوئی شخص تو ثنا کا حق جاتا رہے گا۔ تو مراد یہ ہے کہ جو بھی تمہیں عطا ہوا ہے اسے بیان بھی کرو اور اس کے ذریعے

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp, Third Prize 25,000 rp

For further details write to:

The Manager 175, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

سے لوگوں کو دکھادو کہ اس طرح شکر ہوا کرتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اس کی بہت سی شاخیں ہیں مگر اتنا یاد رکھیں کہ شکر کی بحث چل رہی تھی یہاں آکر شکر کی تان ٹوٹی ہے فَقَدْ شَكَرَهٗ یہ ثنا کرے گا تو پھر شکر ادا ہوگا ورنہ شکر ادا نہیں ہوگا۔

فَمَنْ كَتَمَهٗ فَقَدْ كَفَرَهٗ۔ اور جو ان احسانات کو چھپائے گا فقد کفرہ اس نے ناشکری کی (ابوداؤد کتاب الادب۔باب فی شکر المعروف) تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کو بکثرت بیان کرنا، اللہ تعالیٰ کے احسانات کو استعمال کرنا، دوسرے بنی نوع انسان کے لئے احسان کے طور پر استعمال کر کے، یہ شکر ہے اور ان نعمتوں کو چھپالینا کسی خوف سے، دنیا کے ڈر سے یا اور کسی بنا پر تاکہ ان کے پاس یہ چیزیں اکٹھی ہونی شروع ہو جائیں یہ ساری ناشکری کی قسمیں ہیں۔ پس اس مضمون سے یہ راہنمائی حاصل کرتے ہوئے میں اب قادیان کے جلسے کے تعلق میں ان نومبایعین کے متعلق یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو یہ کہا تھا کہ ان سب نومبایعین کو ہم دوبارہ جھونک رہے ہیں اسی راہ میں جس راہ سے ہمیں یہ عطا ہوئے تھے، یہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا کئے تھے بہت سی باتوں کے پیش نظر جن کا ذکر میں ابھی کر چکا ہوں۔ ہم پر جو مظالم ہوئے، ظلم و ستم ہوئے، ہماری جو ناشکری کی گئی، ہم نے احسان پر احسان کئے اور اس کے مقابل پر ظلم پر ظلم دیکھے ان ساری باتوں کو اللہ تعالیٰ تو نہیں بھولتا، بندہ تو بھلا دیتا ہے اور شکر ادا کرنے والوں میں سب سے زیادہ شکر اللہ ادا کیا کرتا ہے اور اس کے شکر ادا کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ وہ جتنا احسان کرتا ہے اس کو اور بھی بڑھا دیتا ہے اور اس دوڑ میں کوئی اللہ کو شکست نہیں دے سکتا۔ جتنا مرضی آپ کوشش کر کے دیکھ لیں کوئی چیز تو اللہ کو دے نہیں سکتے سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے۔ اس کا شکر ادا کر سکتے ہیں مگر جتنا شکر ادا کریں گے وہ اور دیتا چلا جائے گا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے زیادہ تو شکر ادا کرنے والا کوئی دنیا میں پیدا ہوا، نہ ہو سکتا ہے۔ آپ نے اللہ کے شکر ادا کرنے کے لئے ساری زندگی وقف کر دی اور اللہ تعالیٰ آپ کے مقام بڑھاتا چلا گیا۔ ناممکن تھا کہ اللہ کا شکر ادا کر کے اللہ کو آپ تھکا دیتے اور ناممکن تھا کہ خود بھی تھک جاتے کیونکہ زندگی بھر آپ تھکے نہیں شکر ادا کرتے کرتے اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ جزا جو اس دنیا میں عطا ہونی تھی، جس حد تک ہونی تھی اس کے علاوہ اللہ نے اس کو لامتناہی کر دیا اگلی دنیا کے لئے۔ تو آئندہ دنیا میں جو خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بلند سے بلند تر درجات عطا فرماتا چلا جائے گا یہ اس شکر کا ہی نتیجہ ہیں جو زندگی بھر آپ نے ادا کیا۔ اب وہاں اللہ تعالیٰ کا شکر رسول اللہ ﷺ کیسے ادا فرمائیں گے یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ یہ وہ ایسی دوڑ ہے جس میں شکر ادا کرنے والے نے ہارنا ہی ہارنا ہے اور اللہ نے جیتنا ہی جیتنا ہے۔

تو اس پہلو سے میں نے یہ گزارش کی تھی کہ اب ہمارا شکر یہ ہے کہ ان سب نومبایعین کو دوبارہ اسی راہ میں جھونک دیں اور استعمال کریں۔ اس احسان کا بدلہ اتارا تو نہیں جا سکتا مگر شکر ادا کرنے کے طور پر کہ اللہ تُو نے یہ نعمت ہمیں دی تھی اب یہ نعمت ہم تیری راہ میں خرچ کر رہے ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ قادیان سے جتنی اطلاعیں ملی ہیں ان کی رو سے یہ نومبایعین جو سیدھے سادے بندے ہیں زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہیں بلکہ کثرت ایسی ہے جو تعلیم یافتہ ہے ہی نہیں، وہ اس پیغام کو سمجھ گئے ہیں۔ میں حیران رہ گیا کہ دیکھو اللہ نے کیسی ان کو فراست عطا فرمائی ہے کہ قادیان سے جتنی بھی رپورٹیں مل رہی ہیں اس میں اس بات کو نمایاں طور پر پیش کیا گیا ہے کہ سارے باتیں کرتے ہیں آپس میں، ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ ہم اس بات کو خوب سمجھ گئے ہیں، ہم شکر گزار بنتے ہیں اور بنیں گے اور جماعت نے جو ہم سے توقع کی ہے اس توقع کے مطابق ایسا شکر ادا کریں گے کہ ہندوستان کے کنارے گونج اٹھیں گے چنانچہ اب وہ یہ ارادے لے کر واپس گئے ہیں۔

تو ہم سے تو یہ وعدہ ابھی سے پورا ہو گیا۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔اَزِيْدَنَّكُمْ میں ان کے معیار کے بڑھنے کا بھی ذکر ہے کہ زِدْنَا کے معنے زیادہ کرنا ہے اور جب خدا شکر کے نتیجے میں زیادہ کرتا ہے تو اچھی باتیں زائد کیا کرتا ہے بُری باتیں زائد نہیں کیا کرتا۔ تو جس حال میں یہ لوگ آئے تھے اس سے بہت بہتر حال میں لوٹے ہیں یہ بھی اَزِيْدَنَّ کا وہ وعدہ ہے جو پورا ہو ہی گیا۔ اور اس کے بعد جو انہوں نے بڑھنا ہے اور ہندوستان میں پھیلنا ہے یہ اس کے بعد کی باتیں ہیں۔ تو وہی بات جو بارہا آپ کے سامنے بیان کی گئی ہے اور بیان کرتے ہوئے میں کبھی تھکتا نہیں وہ زِہْ والی بات ہے۔ ناممکن ہے کہ آپ اللہ کو ہرا سکیں اس معاملے میں۔ جبکہ انسان تو انسان کو بھی نہیں ہرا سکتا اس معاملے میں۔

وہ بادشاہ کا قصہ آپ نے بارہا سنا ہوگا لیکن نئی نسلیں بھی آتی رہتی ہیں اور یہ نومبایعین بھی ضرور سن رہے ہونگے۔ ان سب کے لئے سارے ہندوستان میں انٹینا ز لگے ہوئے ہیں اور یہ بات کو سنتے ہیں اور بڑی توجہ سے دیکھتے ہیں تو ان کے علم میں اضافے کے لئے یا ان کے لطف میں اضافے کے لئے میں دوبارہ پھر یہ بیان کر دیتا ہوں۔ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو یہ ہدایت کر رکھی تھی کہ جب بھی چلو اپنے ساتھ اشرفیوں کی تھیلیاں لے کے چلا کرو۔ کیونکہ جب کوئی چیز مجھے بہت پسند آئے اور میرے منہ سے "زِہْ" نکل جائے کہ واہ واہ کیا بات ہے تم فوراً ایک تھیلی اس کو دے دینا جس کے متعلق میں زِہْ کہوں۔ اسی طرح وہ بادشاہ بھیس بدل کر سفر کیا کرتا تھا کیونکہ وہ چاہتا نہیں تھا کہ لوگوں کو پتہ لگے کہ یہ بادشاہ ہے یا اسے مجھ سے کوئی توقع ہے عام سادہ باتوں میں کوئی اچھی بات کر دیں تو پھر میں زِہْ کہوں۔

ایک بوڑھا کسان درخت لگا رہا تھا اور درخت لگا رہا تھا کھجور کے اور تھا اتنا بوڑھا کہ بظاہر حالات اس کا اپنے لگائے ہوئے کھجوروں کا پھل کھانا ممکن نہیں تھا کیونکہ کھجور آٹھ نو سال میں عام طور پر پھل دیتی ہے۔ اب جلدی پھل دینے والی بھی ایجاد ہو گئی ہیں مگر عموماً آٹھ نو سال کے بعد پھل دیا کرتی ہے۔ تو اگر وہ نوّے سال کا ہو جس طرح کہ بیان کیا جاتا ہے کہ بہت ہی بوڑھا تھا تو لازماً بادشاہ کو یہ خیال گزرا ہوگا کہ یہ کیا فضول کام کر رہا ہے، پھل تو کھا نہیں سکے گا اپنی محنت کا۔ تو اس نے اس بڈھے سے کہا کہ دیکھو تم یہ کام کر رہے ہو جس کا پھل تم کھا نہیں سکو گے، کیا فائدہ؟ اس نے کہا ہمارے باپ دادے بڈھے ہوا کرتے تھے انہوں نے جو کھجوریں لگائی تھیں ان کا پھل میں کھا نہیں رہا!؟ کیا میں ایسا ناشکرا ہو جاؤں کہ ان کے احسان کا بدلہ اتارنے کی کوشش نہ کروں۔ یہ احسان کا بدلہ ان تک تو نہیں پہنچ سکتا مگر آنے والی نسلوں کو پہنچے گا پھر وہ کھجوریں لگایا کریں گے، اس سے اگلی نسلیں فائدہ اٹھایا کریں گی تو احسانات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو جاری ہو جائے گا۔

یہ اتنی پیاری بات لگی بادشاہ کو کہ اس نے کہا "زِہْ" سبحان اللہ، کیا بات ہے۔ اسی وقت وزیر نے ایک تھیلی اشرفیوں کی نکال کر اس کو پکڑا دی۔ اس نے کہا بادشاہ سلامت! آپ تو کہتے تھے کہ کھجوریں نو سال کے بعد پھل لاتی ہیں میری کھجور نے تو ابھی پھل دے دیا ہے۔ آپ گواہ رہیں اس کے۔ "بادشاہ سلامت" تو نہیں اس نے کہا۔ ابھی تو چھپایا ہوا تھا، بیچ میں سے جانتا ہوگا ضرور کیونکہ بڑا ذہین بڈھا تھا۔ اس نے کہا میری کھجوریں تو ابھی دیکھیں دوبارہ پھل دے دیا ہے۔ یہ بات سن کر بادشاہ کے منہ سے پھر "زِہْ" نکل گیا۔ اسی وقت وزیر نے ایک اور تھیلی نکالی اور اسے پکڑا دی۔ اس نے کہا واہ واہ کھجوریں ایک سال میں پھل نہیں دیتیں یہاں تو ایک سال میں دو پھل دے دئے ہیں، کیسی رہی۔ پھر اس کے منہ سے "زِہْ" نکلا اور وزیر نے ایک تھیلی اور پکڑا دی۔ اور اس نے کہا بھاگو یہاں سے یہ بڈھا تو ہمارے خزانے لوٹ لے گا ایسا عقل والا بڈھا ہے کہ کچھ نہیں چھوڑے گا۔

اب اللہ تو ایسا بادشاہ نہیں ہے جس کے خزانے لوٹے جا سکیں۔ یہ ہے مضمون جس کے تعلق میں مجھے یہ روایت ہمیشہ یاد آجاتی ہے اللہ کے خزانے تو کوئی بھی نہیں لوٹ سکتا، ختم کر ہی نہیں سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نہیں لوٹ سکے تو اب دنیا میں اور کون لوٹ سکے گا، لوٹے مگر ختم نہیں کر سکے۔ تو اسلئے میں ہندوستان والوں کو خصوصیت سے یہ پیغام دیتا ہوں اور پاکستان کے احمدیوں کو بھی یہی پیغام ہے جو شکوے شکایات ہیں تکلیفوں کے ان پر صبر کریں اور صبر کے ساتھ شکر کا مضمون یوں باندھا گیا ہے جیسے چولی دامن کا ساتھ ہو۔ **آپ صبر کریں، آپ کے صبر کا پھل خدا ضرور دے گا وہاں بھی دے گا اور باہر تو بے شمار پھل لگ رہا ہے۔ اور ہم کبھی بھی نہیں بھولے اس بات کو کہ یہ خصوصیت کے ساتھ پاکستان کے مظلوموں کی قربانیاں ہیں جن کا پھل ساری دنیا کھا رہی ہے اور اس پھل کا اب ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ ضرور شکر ادا کریں گے اور اس کثرت سے ادا کریں گے کہ خدا کی تقدیر لمحہ لمحہ ہمارے لئے "زِہْ" کا لفظ استعمال کرتی چلی جائے گی۔**

اور ہر دفعہ جب خدا کا کلام ان معنوں میں ظاہر ہوگا کہ تم نے خوب کیا میں راضی ہو گیا تو اس کی بے شمار نعمتیں بھی ہم پر اتریں گی جن کا کوئی شمار ممکن نہیں ہے اور ہر نعمت کا شکر ہم پر واجب ہوتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق اللہ نے فرمایا کہ وہ تمام نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا تھا۔ یہاں اَنْعُمِهٖ میں اگرچہ تمام کا لفظ استعمال نہیں ہوا مگر مضمون میں اَنْعُمِهٖ سے مراد ہر نعمت کا اور نعمت کے اندر اس کے بڑے ہونے کا بھی ذکر موجود ہے۔ یہ عربی محاورہ ہے کیونکہ اللہ کی نعمتیں تو ابراہیم پر تھیں ہی بے شمار۔ اِجْتَبٰهُ جب فرما دیا تو اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے۔ تو یہ ساری باتیں اس مضمون میں داخل ہیں۔ نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہم پر فرض ہے اور ان شکروں کو ادا کرتے کرتے تھکنا نہیں ہے۔

اس سلسلے میں جیسا کہ میں نے گزشتہ دفعہ بھی ہندوستان کو نصیحت کی تھی ایک بات یاد رکھیں کہ ان کو مالی قربانی کی عادت ڈال دیں۔ **جتنے نئے آنے والے ہیں ان کو لازماً مالی قربانی کی عادت ڈال دینی چاہئے اور یہ پیغام تو سب دنیا کے لئے ہے۔** ہر ایک شخص جس کی اولاد کو خدا تعالیٰ کوئی نوکری دیتا ہے یا تجارت میں کامیابی عطا فرماتا ہے ان سب کا فرض ہے کہ وہ خدا کی راہ میں اس کو اور خرچ کریں کیونکہ اس سے ان کا مال بڑھے گا، کم نہیں ہوگا۔ ابھی کل ہی کی ملاقاتوں میں ایک خاتون تشریف لائی تھیں اپنی بیٹی کو ساتھ لے کے اور ان کی طرف سے لفافہ مجھے دیا کہ تمام چندے ادا کرنے کے بعد پیچھے جتنی تنخواہ اس بچی کی بنتی تھی، پہلی تنخواہ وہ ساری کی ساری یہ پیش کر رہی ہے اس کو خدا کی راہ میں استعمال کر لیں اور میں نے یہ دستور بنا رکھا ہے کہ جو بھی پہلی تنخواہ دیتا ہے اس طرح اس کو مسجد کے لئے یا مساجد کی تعمیر میں استعمال کیا جائے۔

چنانچہ یہ بھی ایک بڑی مدّ ہے جو بنتی چلی جا رہی ہے اور اس کے نتیجے میں ہم ایسے علاقوں میں

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

مسجدیں بناتے ہیں جہاں غربت کی وجہ سے وہ لوگ توفیق نہیں پاتے کہ مسجدیں بنا سکیں۔ تو یہ بھی ایک شکر کا طریقہ ہے اور جو مساجد احمدی بنائیں گے۔ اب دیکھیں نا! شکر کتنا لامتناہی چیز ہے۔ ان ساری مساجد میں اللہ کا شکر ادا کیا جائے گا اور غریب علاقوں میں اگر مسجد بنے تو اور بھی زیادہ ممنون ہوتے ہیں۔ امیر تو یہ سوچ لیتے ہیں کہ ہمیں توفیق ملی تھی ہم نے مسجد بنالی، بعضوں کو بے وقوفی سے یہ بھی شاید خیال آتا ہو کہ ہم نے بڑا کمال کر دیا ہے یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اللہ پہ احسان کیا ہے مگر فخر سے پھولے پھرتے ہیں کہ ہم نے کمال کر دیا ہے مسجد بنادی، مگر غریب نہیں یہ بات کرتا، سوچتا نہیں یہ بات، اس کو تو پتہ ہے کہ مجھ میں توفیق ہی نہیں تھی۔

پس ایسے لوگ جو اپنی آمد خواہ کسی قسم کی آمد شروع ہوئی ہو، تجارت کی ہو، انڈسٹری کی ہو یا تنخواہوں وغیرہ کی ہو وہ خدا کے حصے کے چندے نکالنے کے بعد بقیہ رقم جو بچتی ہے وہ پہلی رقم پہلے مہینے کی پوری کی پوری ادا کر دیں یہ ایک بہت بڑا نیکی کا فعل ہے جو بڑھتا چلا جائے گا اور چونکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اسے ہم غریب علاقوں میں مساجد کے لئے استعمال کرتے ہیں تو وہاں وہ سارے شکر گزار ہونگے اور جو بھی وہ شکر گزاری کریں گے اس کی جزا ان کو ملتی چلی جائے گی۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ بیرونی جماعتیں بھی اس سے نصیحت پکڑیں گی اور ہندوستان کی جماعتیں بھی خصوصیت کے ساتھ اس طرف بھی توجہ کریں گی کہ غریبوں کے چندے سے بچت کر کے وہاں مسجدیں بنانے کے لئے استعمال کریں اور کچھ زائد رقم ہم انشاء اللہ تعالیٰ مہیا کریں گے۔

میں سمجھتا ہوں **مسجدیں تو جتنی بنائی جا سکتی ہوں بناتے چلے جانا چاہئے کیونکہ مسجد میں مومن کی روح ہے، مومن کی جان ہے، مسجد جماعت کا قائم مقام ہے اور مسجد کے نتیجے میں ہی جماعت کو تقویت ملتی ہے۔** اس سلسلہ میں افریقہ والوں کو بھی میں نے ہدایت کی تھی۔ بعض دفعہ تھوڑی دیر کام کرنے کے بعد وہ لوگ تھک بھی جایا کرتے ہیں تو ان کو بھی میں دوبارہ بتا رہا ہوں مسجدوں کی تعمیر سے رکنا نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ بیس بنادیں ہم نے یا تیس بنادیں، بناتے چلے جائیں۔ **کوئی جماعت ایسی نہ ہو جس کی اپنی مسجد نہ ہو اور جہاں مسجدیں ہو جائیں گی وہاں جماعتیں مستحکم ہو جائیں گی** پھر نا ممکن ہے کہ ان کو ہٹایا جاسکے کیونکہ جماعتیں مسجد سے وابستہ ہوتی ہیں اور مسجد ہی میں تمام انسانوں کے اجتماع کا مضمون داخل ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ میں یہی مضمون ہے جو بیان فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارے بنی نوع انسان کو جو باندھنے کا فیصلہ کیا تھا کہ ایک ہاتھ پر اکٹھے ہو جائیں تو اللہ نے دیکھیں کیسی ترکیب کی اپنا گھر بنایا تاکہ اس کا فائدہ سارے بنی نوع انسان کو پہنچے اور سارے بنی نوع انسان اس گھر کے ذریعے ایک ہاتھ پر اکٹھے ہو جائیں۔ اب دیکھ لیں تمام بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وہاں مبعوث فرما کر خانہ کعبہ کے گرد اکٹھا کر دیا ہے تو حج ہر دفعہ یہی تو پیغام لے کے آتا ہے کہ مسجدوں میں تمہاری زندگی ہے، مسجدوں میں تمہاری جماعت ہے۔

پس مسجدوں کی تعمیر کی طرف دنیا کے تمام ممالک متوجہ ہوں اور پاکستان میں جو ہمارے دشمنوں کو دشمنی ہے مسجدوں سے اس کے باوجود جہاں جس طرح توفیق ملے مسجدیں ضرور بنائیں۔ اس کی سزائیں بھی ملتی ہیں، مسجدیں بنانے کے نتیجے میں شہید بھی کئے جاتے ہیں مگر اللہ کا گھر بنانے سے احمدی باز نہیں آ سکتا۔ اگر ایسے حالات پیدا ہوں کہ اس کے نتیجے میں نقصان کا ایسا خطرہ ہو کہ جماعت کی تبلیغ میں رکاوٹ پیدا ہو تو ایسی صورت میں مخفی طور پر مسجدیں بنانا یہ ممکن ہے اور بنانی چاہئیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ اس طریق پر انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کی مشکلات بھی دور فرمادے گا اور فرمانے لگا ہے، فرمار ہا ہے۔

ایسے آثار نظر آرہے ہیں جن سے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ اب دشمنوں کے اوپر تلوار کی طرح لٹک رہی ہے اور یہ تلواریں جگہ جگہ گر بھی رہی ہیں مگر ہوش نہیں آرہی۔ اگر قوم کو ہوش نہ آئے، خدا کی طرف سے کھٹکھٹانے والی چیزیں بار بار دلوں کے دروازے کھٹکھٹا رہی ہوں، آفات دلوں کے دروازے کھٹکھٹا رہی ہوں اور ان کو ہوش نہ آئے تو پھر آخری تقدیر جو ہے وہ پھر کلیۃً منہدم کر دیا کرتی ہے، اُن کی ساری تدبیروں کو منہدم کر دیا کرتی ہے، ان کی ساری تعمیروں کو منہدم کر دیتی ہے۔ **جو خدا کا گھر منہدم کرنے میں فخر کریں ان کے گھر باقی کیسے رہ سکتے ہیں۔** اللہ پکڑ میں دھیما ضرور ہے مگر اُمْلِی لَهُمْ اِنَّ كَيْدِی مَتِيْن۔" میں مہلت تو ان کو دیتا ہوں مگر میری پکڑ بہت سخت ہے۔ **جب بھی ان کے پیمانے بھریں گے اور مجھے تو اب بھرے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں تو پھر وہ جو خدا کے گھر کے دشمن تھے، خدا کے گھر مٹانے کے درپے تھے ان کے گھر ضرور مٹائے جائیں گے اور مٹائے جا بھی رہے ہیں اور ان کو سمجھ نہیں آ رہی۔**

تو اس وجہ سے میں ہمیشہ پاکستان کے لئے خود بھی دعا کرتا ہوں اور آپ کو بھی یہ مضمون چل پڑا ہے تو دعا کی طرف متوجہ کر رہا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی میں جب کہ دشمن نے ظلم کی حد کر دی تھی یا حدیں پھلانگ چکا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَاِنَّهُمْ لَايَعْلَمُوْنَ۔ اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت دے فَاِنَّهُمْ لَايَعْلَمُوْنَ یہ جانتے نہیں۔ یہ جو شرط ہے 'نہیں جانتے' یہ شرط قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے۔ جس طرح قوم نے ظلم کئے تھے ان کے لئے رسول اللہ ﷺ اللہ سے ہدایت مانگ کیسے سکتے تھے، سوائے اس عذر کے کہ اِنَّهُمْ لَايَعْلَمُوْنَ کہ وہ جانتے نہیں۔ مگر جب بھی میں یہ دعا کرتا ہوں میرے دل پہ یہ بوجھ پڑتا ہے کہ یہ لوگ تو جانتے ہیں اور جان بوجھ کے ایسا کر رہے ہیں۔ اچھا بھلا پتہ ہے کہ یہ مظلوم ہیں ان پر ظلم کرنا جائز نہیں ہے اس کے باوجود ظلم کرتے چلے جاتے ہیں۔

اب ہمارے مربی قدیر صاحب (عبدالقدیر قمر صاحب۔ مرتب) اس وقت پچیس سال عمر قید کاٹ رہے ہیں۔ ان کے جج نے واضح کر دیا تھا بار بار کہ میرے نزدیک تم بالکل معصوم ہو اور بری الذمہ ہو۔ اس کے بعد فیصلہ یہ دیا کہ عمر قید سے کم اس کی سزا نہیں۔ تو اب وہ بظاہر اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا ہوا ہے، کیسے ممکن ہے کہ اللہ اسے چین سے رہنے دے۔ اس نے ہمیشہ کے لئے اپنی بربادی کے فیصلے پر دستخط کئے ہیں، اس پر مہر لگائی ہے۔ یا تو ایسا شخص خدا کی ہستی کا قائل ہی نہیں۔ وہ سمجھتا ہے کوئی بھی نہیں جائے گا وہاں، کچھ نہیں ہوگا تو اللہ کو قائل کروانا آتا ہے۔ اور اگر قائل ہے تو حد سے بڑھ کر جاہل ہے۔ جانتا ہے کہ ایک خدا ہے حساب لینے والا، جانتا ہے کہ عدالت کی کرسی پر جب کوئی بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی لازماً جوابدہی کرتا ہے خواہ وہ مومن ہو، غیر مومن ہو، جب بھی عدالت کی کرسی پر کوئی بیٹھے گا تو انصاف کا تقاضا پورا کرنا اس کا فرض ہے کیونکہ دنیا میں قاضی ہی اللہ کے نمائندے ہوا کرتے ہیں اور یہ قضاء کی نمائندگی دنیا میں ہر جگہ چل رہی ہے۔ تمام دنیا کی عدالتوں میں جو شخص بیٹھے گا اس پر یہ خدا تعالیٰ کا حکم صادر ہوگا خواہ وہ مومن ہو یا غیر مومن کہ فیصلہ انصاف سے کرنا ہے کیونکہ اللہ ہمیشہ انصاف سے کام لیتا ہے۔ پس اس کے باوجود اس نے انصاف سے کام نہیں لیا بلکہ ایک مظلوم اس کے ساتھ اور بھی بہت سے، وہ اس وقت جیلوں میں سڑ رہے ہیں جن کی سب سے بڑھ کر تکلیف یہ ہے کہ خدمت سے محروم ہو گئے ہیں۔ بڑی محنتیں کیں، بڑا علم سیکھا اور زندگیاں وقف کر دیں کہ خدا ہم سے کام لے گا خدا کی راہ میں قربانیاں پیش کریں گے اور اب بیکار بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو ان کو تو میں یہ پیغام دیتا ہوں کہ آپ بے کار نہیں ہیں۔ یہ کہنا تو آسان ہے کہ اللہ آپ کو جزاء دے گا مگر جو صبر کی حالت میں سے گزر رہا ہو وہی جانتا ہے کہ کتنا مشکل کام ہے۔ کوئی شخص زندگی بھر کے لئے جیل کی کال کوٹھڑیوں میں ٹھونس دیا جائے اور اس کو پتہ ہو کہ کوئی مصرف نہیں ہے یہاں اور میری ساری عمر کی کمائیاں گویا ہاتھ سے چھینی گئیں اور ضائع ہو گئیں اور وہ کمائیاں کیا تھیں، اللہ کی راہ میں خدمت کرنے کا شوق۔ تو اس کی تکلیف کا تصور کر کے دیکھیں کہ کتنی زیادہ اس کی تکلیف ہے۔

ضمناً آپ سے گزارش ہے کہ اب رمضان آنے والا ہے، **اپنی راتوں کو ایسے اسیرانِ راہِ مولا کے لئے گریہ و زاری کے ساتھ ایک واویلے میں تبدیل کردیں، شور مچادیں، ایسا شور آپ کے دل سے اٹھے کہ اس شور سے ناممکن ہے کہ خدا کی تقدیر حرکت میں نہ آئے۔ میں امید تو یہ رکھتا ہوں کہ وہ تقدیر حرکت میں آ رہی ہے، آ چکی ہے مگر جس نہج پہ چل رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بدبختوں کی پکڑ کا وقت آ گیا ہے۔ جنہوں نے اس طرح معصوموں کے گھر برباد کئے ہیں، ان کی زندگیاں برباد کرنے کی کوشش کی ہے، ان کی زندگیاں لازماً برباد کی جائیں گی۔** یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ چین کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوں اور جتنا ان کی موت کا وقت قریب آئے گا اتنا ہی زیادہ ان کے دل میں آگ لگتی چلی جائے گی اور بھڑکی لگتی چلی جائے گی۔

اب وہ فیصلہ دے بیٹھے ہیں جس کو واپس لینا ان کے بس میں ہی کوئی نہیں، اب توبہ استغفار کیسے ہو سکتی ہے۔ اس لئے ظلم کرتے وقت انسان کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ کبھی میں ظلم سے ہاتھ کھینچ بھی تو سکوں۔ اس وقت پھر اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی تقدیر کام کر دیا کرتی ہے مگر جب ظلم سے ہاتھ کھینچنے کا انسان کو بس ہی نہ ہو، طاقت ہی نہ ہو تو وہ ظلم جو ہے وہ سوائے اس کے لئے ہمیشہ کی لعنت کے اور کچھ نہیں ہے۔ تو ایسی قوم سے ہمیں واسطہ پڑ رہا ہے جو ظلم سے ہاتھ کھینچنے کی اب طاقت نہیں رکھتی۔ اور بہت سے دانشور یہی بات لکھ رہے ہیں کہ احمدیوں کے متعلق جو انہوں نے قدم اٹھا لئے ہیں اب ان میں توفیق ہی نہیں کہ وہ واپس کر سکیں۔

بے نظیر ہوں یا نواز شریف صاحب ہوں دونوں جب بھی آئے ایسے اقدامات کئے جس سے احمدیوں کے سلاسل اور زیادہ تنگ ہوتے چلے گئے اور زیر پا اُن کے آگ کو اور بھی زیادہ روشن کیا تو ایسی زنجیروں میں باندھا گیا ہے جس کے نیچے، قدموں کے نیچے آگ لگائی گئی ہے۔ یہ آگ جو اِن کے قدموں کے نیچے ہے اُن کے دلوں میں لازماً بھڑکائی جائے گی۔ یہ بے وقوف ہیں ان کو پتہ ہی نہیں کہ دنیا تو عارضی سی چیز ہے آج نہیں تو کل مرنا ہے اور ہمیشگی کی جہنم ان کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا کیونکہ یہ توبہ کے دروازے بند کر چکے ہیں۔ اگر توبہ کے دروازے کھلے رکھے ہوتے تو پھر ہماری دعائیں بھی ان کے کام آسکتی تھیں مگر توبہ کے دروازے تو بند کر بیٹھے ہیں۔

پس یاد رکھیں کہ **اللہ کی ثنا میں اس کے شکر کا حق ادا کریں اور شکر کے حق ادا کرنے میں ایک یہ بات بھی ضمناً داخل ہے اور لازماً داخل ہے کہ ہر قسم کے ظلم سے ہاتھ کھینچ لیں۔** اللہ احسان کر رہا ہو اور آپ اس کے شکر کا

حق ادا کرتے ہوئے لوگوں پر ظلم کر رہے ہوں یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ تضادات ہیں۔ اسی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کفر فرمایا ہے۔ کفر کا مطلب ناشکری بھی ہے اور اللہ کا انکار بھی ہے **تو اپنی عادت بنائیں کہ کبھی ظلم نہیں کرنا کسی پہ۔ گھر میں ہو یا گھر سے باہر ہو۔ بیوی بچے ہوں یا اعزاء اور اقرباء ہوں یا غیر ہوں، ظلم کا تصور بھی احمدی کے ذہن میں داخل نہیں ہونا چاہئے۔** کیوں؟۔ اگر اس کے ذہن میں ظلم کا تصور آجائے اور جگہ بنالے خواہ وہ کسی پر بھی ظلم ہو تو اسی حد تک اللہ اپنی نعمتوں سے ہاتھ اٹھالے گا۔ اور یہ کہنا کہ ہم شکر بھی ادا کر رہے ہیں، بہت قربانیاں دے رہے ہیں اور ساتھ ظلم بھی چل رہا ہو یہ دو چیزیں اکٹھی چل نہیں سکتیں، یہ ہو نہیں سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی بھی توفیق عطا فرمائے۔

ایک جو آخری حدیث اس ضمن میں میں نے رکھی ہوئی ہے جس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شکر، تقویٰ، طہارت کے متعلق بعض اقتباسات ہیں جو پیش کرنے ہیں مگر چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے اگلے خطبے میں اس باقی حدیث سے بات شروع کر کے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات پھر آپ کے سامنے رکھوں گا۔

بقیہ: لقاء مع العرب از صفحہ نمبر ۱۲

اپنی جان دے دے گا لیکن کسی کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔ اور یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے خیال کے مطابق کوئی امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرے اور تم اسے سچا سمجھ کر مان لو تو کیا تم اس سے یہ وعدہ کرو گے کہ مرنے کے بعد ہم تمہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قبر میں دفن کریں گے اور اگر تم وعدہ کر بھی لو اور مرنے کے بعد اسے آنحضورؐ کی قبر میں دفن نہ کرو تو گویا تم ساری زندگی ایک جھوٹے مدعی کو مانتے رہے۔

میں انہیں ہمیشہ یہ جواب دیا کرتا کہ ہی تو کامن سینس (Common Sense) کی بات ہے۔ اس طرح کی باتیں محاورۃً کہی جاتی ہیں۔ میں تمہیں اس حدیث کا اصل مفہوم بتاتا ہوں جو گہرے مطالب اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور یہ مفہوم انسانی فطرت پر بڑی خوبصورتی سے چسپاں ہوتا ہے۔

جب ہم کسی کے ساتھ اپنی عادتوں، اپنی صفات اور خوبیوں کے لحاظ سے مشابہت تامہ کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو اسے یوں بھی بیان کرتے ہیں کہ گویا میرا باپ اس کا باپ اور میری ماں اس کی ماں ہے اور میرا نام اس کا نام ہے۔ گویا ہماری پیدائش اور ہمارے اس دنیا میں آنے کے تعلق کو کوئی الگ نہیں کر سکتا۔ گویا اس کی زندگی میری زندگی اور اس کی موت میری موت ہے۔ ہماری پیدائش ایک ہی مادہ سے ہے۔

اس طرح کا اظہار دیگر مختلف زبانوں میں بھی ہوتا ہے۔ جب کسی کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ فلاں موت مرا۔ تو اس سے مراد یقیناً یہ ہوتی ہے کہ مرنے والے کو جس کسی کی موت کے ساتھ مشابہت دی جا رہی ہے ہو بہو اس جیسا اس کا بھی انجام ہوا۔ گویا کہ وہ اس کی قبر میں ہے۔ اردو میں کہتے ہیں کہ کیا تم اس کی قبر میں دفن ہو گے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کیا تمہارا بھی وہی انجام ہوگا جو فلاں کا ہوا۔

یہی وہ واحد و منفرد معنی ہیں جو اس حدیث کے کئے جا سکتے ہیں کہ آنے والا امام مہدیؑ اپنے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے رنگ میں ایسا رنگین ہوگا اور ایسا کامل نمونہ دکھائے گا کہ گویا اس کی زندگی اس کے آقا کی زندگی ہوگی اور اس کی وفات اس کے آقا کی وفات پر ہوگی۔ اور مراد مشابہت تامہ ہے۔ اور یہی اصل معنی ہیں ''یُدْفَنُ مَعِیَ فِی قَبْرِی'' کے۔

یہاں ایک اور اہم امر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ کوئی مہدی اس وقت تک سچا امام مہدی نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ اس کی زندگی ہی میں عیسیٰ کا ظہور بھی نہ ہو۔ یہ ایک بہت اہم اور لطیف نکتہ ہے۔ یہ ایک بہت ہی اہم امر ہے جو ان غیر احمدیوں کو (جو امام مہدی کی صداقت کے نشان کی تلاش میں ہیں) سمجھانا بہت ضروری ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بڑے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ مہدی پہلے آئے گا اور پھر عیسیٰ کا ظہور ہوگا اور دونوں ایک ہی وقت میں ظاہر ہونگے۔ اس لحاظ سے تمام وہ مہدی جو ماضی میں دعاوی کرتے رہے خواہ وہ سنی مہدی ہوں یا شیعہ مہدی ہوں اس معیار پر پورے نہیں اترتے۔ کیونکہ ان میں سے کسی بھی مہدی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ کیونکہ ان سب کا یہ عقیدہ تھا کہ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے اور وہ اسی جسم کے ساتھ آسمان سے نازل ہوگا۔

اب میں مہدی کی صداقت کے لئے ایک ایسا عظیم الشان آسمانی نشان پیش کرتا ہوں جو انسانی دسترس اور قدرت سے باہر ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْن لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض تنکسف القمر لاول لیلة من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منه. (سنن دار قطنی کتاب العیدین - باب صفة صلوٰة الخسوف والکسوف)

یہ ایک ایسی عظیم الشان حدیث ہے جسے کوئی بھی رد نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں ایک ایسے الٰہی نشان کا ذکر ہے جو کسی بھی صورت انسانی طاقت میں نہیں۔ اور کسی کی مجال نہیں کہ اسے اپنی مرضی سے پورا کر سکے۔

تاریخ میں بہت سے مذعومہ مہدیوں کا ذکر ملتا ہے اور بلا استثناء ان میں سے ایک نے بھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ تو پھر وہ سچے مہدی کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور ان میں کسی ایک نے بھی ان دو آسمانی نشانوں کے ظہور کو اپنی صداقت کے لئے لازمی نہیں ٹھہرایا۔ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ان دو بڑے نشانوں کو مہدی کی سچائی کی علامت اس لئے بنایا کہ تا کوئی بھی جھوٹا مہدی لوگوں کو دھوکہ نہ دے سکے۔ کیونکہ کسی جھوٹے کے بس کی بات نہیں کہ اس آسمانی نشان کو زبردستی اپنے لئے ظاہر کر سکے۔ اور پھر یہ کہ ایک جھوٹا انسان اپنے لئے ایسے آسمانی نشان کا تصور بھی کیونکر کر سکتا ہے۔

محولہ بالا حدیث میں نشان یہ بتایا گیا ہے کہ چاند کو اس کی گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں درمیانی دن گرہن لگے گا اور یہ واقعہ رمضان کے مہینہ میں ہوگا۔ حضور نے فرمایا میں نے بہت سے پرانے علماء دین کے حوالے اکٹھے کئے ہیں جنہوں نے احمدیت سے قبل اس حدیث کے مفہوم کو صحیح سمجھا اور اسے بیان کیا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں چاند گرہن والی تین راتوں اور سورج گرہن والے تین دنوں کا ذکر فرمایا ہے۔ دین کا علم رکھنے والے یہ بزرگ علماء احمدیت سے کئی سو سال پہلے گزرے ہیں لیکن وہ صحیح سمجھ اور نیک فطرت رکھنے والے انسان تھے اس لئے وہ صداقت کے اس عظیم الشان نشان کو درست سمجھے۔

چاند کو گرہن صرف اس کی تین راتوں، تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کو ہی لگتا ہے۔ جبکہ سورج کو گرہن تین دنوں ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ میں سے کسی دن لگتا ہے۔ پرانے علماء اس سے یہی سمجھتے تھے کہ چاند گرہن کی پہلی رات اس کے گرہن کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ اور سورج گرہن کا درمیانی دن اس کے گرہن کے تین دنوں میں سے درمیانہ دن ہے۔ اور عین اس کے مطابق واقعہ ظہور پذیر ہوا۔

سن ۱۸۹۴ء میں جماعت احمدیہ کے قیام کے پانچ سال بعد جبکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مہدویت کا دعویٰ فرما چکے تھے۔ امام مہدی کی صداقت کے نشان کے طور پر یہ عظیم الشان آسمانی نشان ظاہر ہوا۔ ۱۸۹۴ء میں رمضان کی تیرھویں رات کو چاند گرہن ہوا اور اسی رمضان کے ۲۸ ویں دن سورج گرہن ہوا۔ کوئی جھوٹا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اس قسم کا عظیم الشان آسمانی نشان اس کے لئے ظاہر ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی نے اپنے لئے اس نشان کا دعویٰ کیا۔

پاکستان کے مُلّاں لوگ جو عربی کی شُدبُد نہیں رکھتے، یہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم نہیں مانتے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ رمضان کی پہلی رات کے چاند کو گرہن لگے گا۔ میں ان سے کہا کرتا تھا کہ کچھ خدا خوفی کیجئے۔ آنحضرت ﷺ افصح العرب تھے۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ آنحضرت ﷺ کی مراد یہ تھی کہ رمضان کی پہلی رات کا چاند جو کہ ہلال کہلاتا ہے کو گرہن لگے گا تو پھر آپ لفظ ہلال استعمال فرماتے۔ آپ نے قمر کیوں فرمایا۔ اگر اس حدیث سے رمضان کی پہلی رات کا چاند مراد ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کبھی بھی لفظ قمر نہ فرماتے بلکہ ھلال فرماتے۔

میں جانتا ہوں کہ قمر کا لفظ ہر قسم کے چاند کے متعلق بھی استعمال ہوتا ہے لیکن عرب جب ھلال کی بات کرتے ہیں تو پھر کبھی قمر کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ رؤیت ہلال کمیٹی ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے رؤیت قمر کمیٹی تو لوگ اس کی اس بات پر ہنسیں گے کہ کتنا بے وقوف انسان ہے۔ اپنے پیارے مہدی کے لئے اس عظیم الشان نشان کے متعلق آنحضرت ﷺ جانتے تھے کہ یہ ھلال نہیں ہوگا۔ اس لئے آپ نے لفظ ھلال استعمال نہیں فرمایا۔ نشان تو کھلا کھلا اور روشن ہے۔ دنیا چاہے تو اسے قبول کرے یا جس طرح پہلے لوگوں نے انکار کیا بے شک انکار کر دے۔

غلط ہے آسماں سوکھا پڑا ہے زمیں کی گود بنجر ہو گئی ہے
وہ تنہا شخص طوفاں بن کے پھیلا وہ اک ندّی سمندر ہو گئی ہے
تصور ایک گل چہرے کا باندھا فضا ساری معطر ہو گئی ہے
ہوئے جب گھر سے بے گھر میرے اپنے زمیں ساری مرا گھر ہو گئی ہے
سکوں میں چین اب ملتا نہیں ہے طبیعت غم کی خُوگر ہو گئی ہے
خبر سب کو مرے حال تبہ کی نہیں معلوم کیوں کر ہو گئی ہے
ہر اک مانوسِ غم درد آشنا کو مری روداد ازبر ہو گئی ہے
لگا مجروح دل پروار کاری ذرا سی بات خنجر ہو گئی ہے
نہیں ہے ان تِلوں میں تیل باقی مجھے پہچان چھو کر ہو گئی ہے
نظر آنے لگیں اپنی خطائیں مری بینائی بہتر ہو گئی ہے

(امتہ الباری ناصر)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینجر)

بقیہ: مختصرات از صفحہ ۲

اقربھُم موَدَّة لکھا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں قتال نہیں کیا اور بے وطن نہیں کیا ان سے نیکی کرو اور انصاف سے پیش آؤ۔ آیت نمبر ۱۴۱ میں مسلمانوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ اگر کسی مجلس میں آیات الٰہی کا انکار اور استہزاء ہو رہا ہو تو وہاں سے اٹھ کر چلے جایا کرو۔ ان سے مستقل قطع تعلق مراد نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا بد طینت وہیری نے تمام دنیا میں یہ پھیلا رکھا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اور مناظرے کی راہ بند ہے۔ حضور نے فرمایا یہ وہیری کا دجل ہے اس لئے ایسے لوگوں کو Anti Christ کہنا ضروری ہے تاکہ حضرت عیسیٰؑ کی بریّت کی جائے۔ اسلام کہتا ہے دلائل سے مقابلہ کرو۔ دعوت الی اللہ میں حسن خلق سے پیش آؤ، تحمل اور حکمت سے کام لو۔ مناظرے اور حسین طریقہ کے ساتھ بحث کرو اور سورۃ حٰمٓ سجدہ کی آیت ۳۵ کے مطابق اگر ایسا کرو گے تو تمہارا جانی دشمن تم پر جان چھڑکنے والا بن جائے گا۔ یہ ہے اسلامی تعلیم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مناظروں سے کبھی پیچھے نہ ہٹے اور دشمن باوجود مخالفت کے آپ کے حسن اخلاق پر خراج تحسین پیش کرتا رہا اور یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اسلام کے دفاع کے لئے میرزا غلام احمد قادیانی اٹھے اور ان پادریوں کے ایسے دانت کھٹے کئے کہ انہیں ہندوستان چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ حضور نے فرمایا اب بھی وہیری کے چیلے چانٹوں کو مقابلے کے لئے بلایا جاتا ہے کہ آؤ اور مناظرہ کر لو لیکن مختلف بہانے بنا کر بھاگ جاتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ تو احمدی بچوں سے بھی بھاگتے ہیں۔ اسلام کو کوئی خوف نہیں۔ تم ہی بھاگو گے۔ مسیح کی بھیڑیں تو نہیں بھاگتی تھیں۔ تم اس کی بھیڑیں کہلا کر بھاگتے ہو۔

آیت نمبر ۱۴۲ میں مسلمانوں کو خوشخبری ہے کہ انہیں ناقابل تبدیل فتح نصیب ہونے والی ہے۔ اور کافروں کو مسلمانوں کے خلاف کوئی حجت نصیب نہ ہو گی۔

آیت نمبر ۱۴۲ میں یتربّصون کے ایک معنی میں آج کل کے Speculations کی طرف اشارہ ہے جس سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے اور جو دنیا کے لئے اقتصادی تباہی کا پیغام ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ Lane اسلام کے ساتھ ہمدردانہ رویہ رکھتا ہے۔ کبھی اس نے بُغض سے کام نہیں لیا۔ تربّص کے سلسلے میں وہ یہ معنی کرتا ہے کہ وہ تم پر آسمانی آفات اور شکست کا انتظار کرتے ہیں لیکن قرآن ان کی بدنیتوں پر پانی پھیرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کفار کو اتنی طاقت نہیں دے گا کہ وہ مسلمانوں کی بیخ کنی کر سکیں۔ حضور نے فرمایا کہ علامہ قرطبی نے کہا کہ یہ باتیں ہو چکی ہیں۔ کافروں کی شوکت مستحکم ہو گئی ہے۔ اسلام تو تھوڑا سا رہ گیا ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں پناہ میں لے لے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آسمانی فیصلے میں فرمایا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ ہرگز کافروں کو مومنوں پر راہ نہیں دے گا۔ تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس کو مار پڑے وہ مومن نہیں ہو سکتا اور احمدیوں کے روحانی جہاد کو دیکھ لیں کس طرح ہر جگہ فتحیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے پاک بندوں کو ذلیل نہیں کرتا۔

بدھ، ۱۳؍جنوری ۱۹۹۹ء :

آج کا درس سورۃ النساء کی آیت ۱۴۳ سے شروع ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ یقیناً منافقین اللہ سے دھوکہ بازی کرنا چاہتے ہیں اور وہ انہیں ان کے دھوکے کی سزا دے گا۔ اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔ آیت ۱۴۳ میں لفظ خَدَع اور کُسالٰی کی لغوی بحث نے کافی طول کھینچا۔ لب لباب یہ ہے کہ ان کا مقصد صرف نماز کا دکھاوا کرنا ہوتا ہے، ذکرِ الٰہی نہیں ہوتا۔ بلکہ لوگوں کی تنقید سے بچنے کے لئے شامل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ مومن کی پہچان کی کسوٹی ذکر الٰہی ہے۔ ہر عمل جو تقویٰ سے عاری ہو وہ قلیل یعنی تھوڑا ہوتا ہے۔ جو نماز میں سست ہوں ان کی پہچان یہ ہے کہ مشکل نمازیں نہیں پڑھتے۔ یعنی صبح اور رات کی نماز میں نہیں آتے۔

آیت نمبر ۱۴۴ میں مُذَبْذَبِین بَین ذٰلکَ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ کبھی مومنوں کی طرف اور کبھی کافروں کی طرف جھک جاتے ہیں۔

میر احمد علی صاحب نے کہا ہے کہ (نعوذ باللہ) سوائے حضرت علی کے باقی سب صحابہ مذبذب تھے۔ حضرت علیؓ کو کرم اللہ وجهہ اسی لئے کہا گیا ہے۔ حالانکہ اسی حدیث میں حضرت ابو بکرؓ کو بھی اسی لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ لیکن میر احمد علی نے ان کا نام چھوڑ دیا ہے۔ حضور نے اَلدَّرك الاَسفَل کی تفصیل بیان فرمائی کہ سائنسی اصول کے مطابق یہ منافقین جہنم کا ایندھن ہوں گے اور شدید گرمی اور جلن کا باعث بنے ہوئے ہوں گے۔ حضور نے فرمایا منافق کافر سے بدتر ہوتا ہے کیونکہ کافر شجاعت اور قوت فیصلہ کا اظہار تو کرتا ہے۔

آیت نمبر ۱۴۷ میں یہ خوشخبری ہے کہ اگر منافقین توبہ کر لیں اور اصلاح احوال کر لیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ مضبوطی سے چمٹ جائیں اور اللہ کے لئے عبادت کو خالص کر دیں تو یہ مومنوں میں شامل ہیں۔ حضور نے فرمایا قرآن مجید نے توبہ کا دروازہ موت تک کھلا رکھا ہے۔ قتلِ مرتد کے قائل لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ اگر وہ قتل کر دیں گے تو توبہ کا موقعہ ان کو کب مل سکے گا۔

وَاعتَصِمُوا بِاللّٰهِ کی تشریح میں حضور نے فرمایا کہ اسی اعتصام میں عصمت انبیاء بھی شامل ہے۔ اللہ انہیں بچاتا ہے کیونکہ وہ خدا سے چمٹے رہتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۴۸ میں ہے کہ اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ شکر کا حق ادا کرنے والا ہے۔ یعنی انعام دینے والا ہے اور ان کے اعمال کی جزاء بہت بڑھا دیتا ہے۔ آیت نمبر ۱۴۹ میں ہے کہ اللہ سر عام بری بات کہنے کو پسند نہیں فرماتا سوائے مظلوم کی بات کے۔ اگر مظلوم بے اختیاری کی حالت میں کہہ دے تو اس پر حجت نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ مندرجہ بالا آیات میں منافقین کے توبہ کے نتیجے میں مومن بن جانے کا امکان ہے۔ اس لئے ان کی توبہ کے بعد ان کو طعن کرنا جائز نہیں یہ بھی خدا کو ناپسند ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ کل کے درس میں ایک عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے روایت کا ذکر آیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ اس راوی کا جو خارجی تھا تحقیقات ہونی چاہیئے چنانچہ آج بہت سا مفصّل مواد موصول ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ شخص عکرمہ نامی مولیٰ ابن عباس تبع تابعین میں سے تھا اور اس کا بدکردار ہونا اور جھوٹی حدیثیں گھڑنا ثابت ہے۔ حضور نے تفصیل سے اس بارہ میں محققین کی تحقیقات کا ذکر فرمایا۔

جمعرات، ۱۴؍جنوری ۱۹۹۹ء :

آج کا درس سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۰ سے شروع ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تم کسی نیکی کو ظاہر کرو یا چھپاؤ یا کسی کی بدی کو معاف کر دو تو یقیناً اللہ بہت معاف کرنے والا، بہت قدرت رکھنے والا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے پہلی آیات میں منافقوں کی ریا کا ذکر تھا اس لئے اس آیت میں رَد ہے کہ ضروری نہیں کہ نیکی کو چھپا کر رکھا جائے۔ اگر نیت ٹھیک ہو تو ظاہر بھی کر سکتے ہیں۔ عفی کے معنی مٹا ڈالنا ہے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے عَفَتِ الدِّیارُ مَحِلهَا وَ مَقَامُهَا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجرّد عفو، خُلق نہیں۔ خُلق یہ ہے کہ انسان اعتدال پر رہتے ہوئے عفو کے موقعہ پر عفو سے کام لے۔

آیت نمبر ۱۵۴ میں بتایا گیا ہے کہ کفار مکہ کے مزاج والے یہودیوں نے تو حضرت موسیٰؑ سے اس سے بھی بڑا سوال کیا تھا کہ خدا کا چہرہ ہمیں بے حجاب دکھا دے جس کے نتیجے میں بے حجاب آسمانی بجلی نے آ پکڑا۔ آنحضرت ﷺ سے مطالبہ تھا کہ موسیٰؑ تو الواح لے کر آیا تھا لیکن وہ بھول جاتے ہیں کہ موسیٰ پر الواح اترتی کس نے دیکھی ہیں اور ان پر الٰہی تحریر کا کیا ثبوت ہے۔ حضور نے اس سے متعلق وہیری کا بے بنیاد حوالہ پڑھا اور فرمایا بائبل کی کتاب خروج آیات ۹ تا ۱۱ خود وہیری کو جھٹلا رہی ہیں۔

آیت نمبر ۱۵۵ میں میثاق بنی اسرائیل کا ذکر ہے جس میں آنحضرتؐ کی بعثت کے متعلق پیشگوئی ہے اور یہ میثاق النبیین سے الگ ایک میثاق ہے۔ اس میثاق کی رو سے توراۃ کے عہد میں یہ بات شامل تھی کہ جب وقت آئے تو تم نے بائبل کی روایات کو چھپانا نہیں لیکن وہ اس عہد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہاتھ رکھ کر چھپا لیا کرتے تھے۔

آیات ۱۵۷ تا ۱۶۰ میں ان کے کفر، حضرت مریم پر بہتان اور حضرت عیسیٰ کو صلیب پر لٹکانے لیکن انہیں مارنے کے مقصد میں ناکامی کے تمام مسائل پر قرآن نے جس سلاست سے روشنی ڈالی ہے حضور نے ان تمام پہلوؤں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ نکات میں اپنی تقریروں، تحریروں اور سوال و جواب کی مجالس میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں۔ یہ تین آیات عیسائیت کے بطلان کے لئے کافی ہیں۔

جمعۃ المبارک، ۱۵؍جنوری ۱۹۹۹ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کی فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ ملاقات کی نشست نمبر ۱۲ جو ۲؍نومبر ۱۹۹۷ء کو پہلی بار ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

(مرتبہ : امتہ المجید چوہدری)

بقیہ: سال ۱۸۹۹ء پر اجمالی نظر از صفحہ ۱۲

جو شفاخانہ اپنے صرفِ خاص سے کھول رکھا ہے اور مفت دوا ملتی ہے اس میں دور دور جگہ سے مریض آ کر شفا پاتے رہے اور روزانہ اوسط مریضوں کی ۲۰ سے ۵۰ تک رہی۔ چنانچہ سال تمام میں جن لوگوں نے جسمانی فیض حاصل کیا ان کی تعداد قریباً بیس ہزار ہے۔

جلسے

اس سال میں معمولی جلسہ تعطیلات ایام کرسمس کے علاوہ تین بڑے ہوئے۔ دو جلسے حسب معمول عیدین کی نماز پر ہوئے اور تیسرا جلسہ الوداع کے نام سے ۱۲؍نومبر ۱۹۹۹ء کو ہوا۔ یہ جلسہ اس غرض سے کیا گیا تھا کہ تا نصیبین کے جانے والے دوستوں کی روانگی کے لئے دعا مانگی جاوے اور دوستوں سے ان کا تعارف ہو۔ یہ جلسہ غیر معمولی کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ جس کی جداگانہ رپورٹ ایڈیٹر الحکم مرتب کر رہا ہے۔

بیعت

اس سال میں بیعت کرنے والوں کی تعداد بھی پچھلے سالوں کی بہ نسبت زیادہ رہی۔ بذریعہ خطوط اور خود حاضر ہو کر بیعت کرنے والے اصحاب کی تعداد کسی صورت میں تین ہزار سے کم نہیں ہے۔

(الحکم نمبر ۱ جلد ۴۔ ۱۰؍ جنوری ۱۹۰۰ء صفحہ ۳ تا ۶)

اخبار کی قلمی معاونت کیجئے

الفضل آپ کا اپنا اخبار ہے۔ اسے آپ نے اور ہم سب نے مل کر سنوارنا ہے۔ اسے مزید دلچسپ اور مفید بنانا ہے۔ اور اس کے دائرہ اثر کو وسیع سے وسیع تر کرنا ہے روزمرہ زندگی کے سینکڑوں تجارب، مشاہدات اور معلومات ایسی ہیں جن میں آپ دوسروں کو اپنے ساتھ شامل کر کے انہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ آپ اپنے ایسے مشاہدات و تجربات اور مختلف واقعات پر اپنے محسوسات و قلبی کیفیات کو تحریر میں ڈھالئے اور ہمیں بھجوایئے۔ ہم انشاء اللہ آپ کی مرسلہ نگارشات کے انتخاب سے الفضل کو سجائیں گے۔ (ادارہ)

لقاء مع العرب

۲۴؍جولائی ۱۹۹۴ء

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا خلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری** پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہاہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ (ادارہ)

حضرت عیسیٰؑ کی ہجرت کشمیر

سوال: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کے متعلق فرماتاہے: "وجَعَلنا ابن مریم و امّہ آیۃ و اٰوینھما الی ربوۃٍ ذات قرارٍ و معین"۔ (سورۃ المومنون:۵۱)

ہم احمدی مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے نجات دی اور حضرت عیسیٰؑ اوران کی والدہ نے ہجرت کر کے اس جگہ پناہ لی جس کا اس آیت میں ذکر ہے اور وہ جگہ "کشمیر" ہے۔

کیا اس بارہ میں کوئی تاریخی شواہد موجودہیں کہ ہجرت کے بعد اورکشمیر میں قیام کے دوران حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی الہام یا وحی ہوئی ہو۔کیونکہ خدائی منشاء کے تحت آپ ایک بہت ہی پاکیزہ مشن پر تھے۔ اوراس عرصہ قیام میں بھی آپ کی حیثیت ایک نبی ہی کی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب آپ نے یہ سوال پیش کرنا شروع کیا تواس دوران میں نے کئی بار یہ سوچاکہ اب آپ یہاں اس سوال کو ختم کریں گے لیکن آپ نے اس سوال میں پیدا ہونے والے کئی سوالوں پر رکے بغیر اختتام بالکل مختلف انداز سے کیا ہے۔ لیکن جب تک اس سوال کی درمیانی متفرق کڑیوں کو آپس میں جوڑا نہ جائے اس وقت تک اس سوال کاجواب نامکمل اور تشنہ رہے گا اورعام لوگوں کو سمجھ نہیں آئے گی اورجواب سے تسلی نہیں ہوگی۔ اس لئے پہلے میں مختصراً ان تاریخی واقعات کا ذکر بھی کرناچاہتاہوں جو صلیب سے نجات کے فوراً بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیش آئے۔

سب سے پہلے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ لفظ "اوی" کا کیا مطلب ہے؟ اور کس واقعہ کی طرف اشارہ کرکے قرآن کریم نے اس لفظ کواستعمال کیاہے۔

جب کبھی بھی غیر احمدی احباب سے اس آیت پر گفتگو ہوتی ہے توان کا نظریہ یہ معلوم ہوتاہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے پہلے حضرت مریم نے جس جگہ پناہ لی تھی اس کے متعلق قرآن کریم اس آیت "وآوینٰھما الی ربوۃٍ ذات قرار ومعین" میں اشارہ فرمارہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کا طرز بیان غیر احمدیوں کی اس تفسیر اوراس آیت سے اخذ کئے جانے والے معانی کے بالکل مختلف ہے اور کلیۃً اس مفہوم کو ردّ کررہاہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ خواہ کوئی بھی زبان لے لیں جب ایک حاملہ عورت ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتی ہے تو کسی زبان میں بھی اس کے لئے تثنیہ کی ضمیر استعمال نہیں کی جاتی بلکہ اسے فردواحد ہی شمار کیا جاتاہے۔

دوسری بات یہ کہ قرآن کریم اس آیت میں پہلے اِبْن (بیٹے) کاذکر کررہاہے اور پھر "واُمّہ" اس کی ماں کا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں دو افراد کے متعلق بات ہو رہی ہے اس لئے تثنیہ کی ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ بایں وجوہ اس آیت سے غیر احمدی جو معنی لیتے ہیں اس پر توجہ کرنے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حاملہ ہونے کی حالت میں حضرت مریمؑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے سے متعلق واقعہ کو قرآن کریم بوضاحت ایک اور مقام پر سورۃ مریم میں یوں بیان فرماتاہے:

"واذکر فی الکتٰب مریم اذانتبذت من اھلھا مکاناً شرقیاً"۔ (مریم:۱۷)

یہاں صرف ایک ہی وجود کی طرف اشارہ کر کے ساراواقعہ بیان کیا گیاہے۔ اور تثنیہ کا صیغہ استعمال نہیں کیا گیا۔ لیکن اس آیت زیر نظر میں اللہ تعالیٰ کا پہلے "ابن" کا لفظ فرمانا اور پھر "اُمّہ" اس کی ماں کا اور پھر تثنیہ کی ضمیر کا استعمال بتاتاہے کہ یہاں حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے بعد کی بات ہو رہی ہے۔ اور دو وجودوں کی بات ہورہی ہے۔ حیرانگی ہوتی ہے کہ اتنے کھلے کھلے اورواضح بیان کے باوجود غیر احمدی اس آیت "وَاٰوَینٰھُما ......الخ" سے یہ مطلب کیسے لیتے ہیں کہ اس میں حضرت مریم کے حاملہ ہونے کی حالت میں دوسری جگہ پناہ لینے والے واقعہ کاذکر ہے۔

دوسری بات یہ معلوم کرنے والی ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد وہ دونوں آخر کہاں غائب ہو گئے؟ کہاں چلے گئے؟

قرآن کریم ہمیں ان کی جائے ہجرت بتاتاہے کہ وہ ایسی جگہ ہے جہاں پہاڑ ہیں، اونچی جگہ ہے اورایسی جگہ ہے جہاں امن ہے، ذاتِ قرارٍ و مَعِین۔ اوروہاں بہت سارے چشمے ہیں اوراس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سارا بیان اور تفصیل بڑی خوبصورتی سے "کشمیر" پر چسپاں ہورہی ہے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ کیسے مان لیاجائے کہ اس آیت میں بیان کردہ جگہ یقیناً کشمیر ہی ہے اور کیسے ہم تحدی سے کہہ سکتے ہیں کہ کشمیر ہی وہ مقام ہے۔

سو واضح ہو کہ یہ ایسا واقعہ ہے جس کا تعلق حضرت عیسیٰؑ سے ہے۔ جب قرآن کریم اس واقعہ کو بیان کررہاہے تو پھر توقع کی جاتی ہے کہ عہدنامہ جدید میں بھی اس واقعہ کاذکر ضرور ہوگا۔

حضرت عیسیٰؑ نے واقعہ صلیب سے قبل اپنے حواریوں سے کہاتھاکہ وہ انہیں چھوڑ کر اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں جائیں گے۔ اور یہ وعدہ حضرت عیسیٰؑ نے صلیب پر چڑھنے سے پہلے اپنے لوگوں سے کیاتھا۔

جو کوئی بھی یہودی تاریخ کا تھوڑا سا علم رکھتاہے وہ جانتاہے کہ اس سے قبل اسرائیل کے ۱۲ قبیلوں کو Judia سے نکال باہر کیا گیا تھا اورانہوں نے ایک جگہ جس کانام ڈائسپورا ہے کی طرف نقل مکانی کی تھی جہاں سے وہ بکھر گئے تھے اور مشرقی ممالک میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ اب حضرت عیسیٰؑ اپنے لوگوں سے یہ وعدہ کررہے ہیں کہ میں تمہیں چھوڑ کران گمشدہ قبائل کی تلاش میں جاؤں گا۔ اگر یہ بات سمجھ آجائے تو پھر قرآن کریم کی اس آیت کا مفہوم بالکل واضح اور روشن ہو جائے گا۔

خدا تعالیٰ کا نبی ایک وعدہ کرتاہے تو کیسے ممکن ہے کہ وہ اس وعدے کو ایفاء کئے بغیر فوت ہو جائے۔ اور پھر جیساکہ یہ خیال کیا جاتاہے کہ صلیب پر مرنے کی بجائے اسے آسمان پر اٹھالیا گیا تھا۔ تو پھر اس وعدہ کا کیا ہوا؟ کیاحضرت عیسیٰؑ اس وعدہ کو بھول گئے تھے یا خدا تعالیٰ اس وعدہ کو بھول گیا تھا؟ اسے آسمان پر اٹھایا ہی نہیں جاسکتا تھا جب تک کہ وہ اس الٰہی وعدہ کو پورا نہ کر دیتا۔

پھر حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ان کی والدہ کو بھی ملائے رکھا۔ توجس مقام کی طرف بھی یہ آیت اشارہ کررہی ہے وہ دونوں اس جگہ گئے تھے۔

حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے قبل جہاں گئی تھیں ہم جانتے ہیں کہ بچہ کی پیدائش کے بعدوہاں سے واپس لوٹ آئی تھیں اوریہ بات سبھی کو علم ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

لفظ "اوی" بتارہاہے کہ خطرے کی جگہ سے کہیں دور مقام تھا اور خطرے سے بچنے کے لئے پناہ گاہ تھی اور سب سے بڑے خطرہ اور شدید مخالفت کا سامنا حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کو یہودیوں کی طرف سے کرناپڑا جو آخر واقعہ صلیب پر منتج ہوا۔

خدا تعالیٰ فرماتاہے کہ میں نے ان دونوں کو بچالیا اور شدید خطرہ کے مقام سے نکال کر انہیں ایک ایسے مقام پر لے گیا جو بہت پرامن، سرسبز پہاڑوں اور چشموں والا علاقہ تھا جس کا ذکر پہلے قرآن کریم کرتاہے اور پھر بائبل میں بھی اس کا ذکر ملتاہے۔ قرآن کریم اس جگہ کی تفصیل بیان کرتاہے جبکہ بائبل ان لوگوں کا تعارف پیش کرتی ہے جو اس علاقہ میں رہتے تھے۔

مغربی دنیا کے عیسائی محققین اس بات کو مانتے ہیں کہ افغانستان اور کشمیر کے لوگ یہودی النسل ہیں، اسرائیلی ہیں۔ جو کوئی بھی ان کی صورت دیکھتاہے فوراً پہچان لیتاہے۔ اگر تم افغان قبیلوں کو دیکھو، عیسیٰ خیل، موسیٰ خیل یہ نام اور اصطلاحات سوائے اس علاقہ کے لوگوں کے اور کہیں استعمال نہیں ہوتیں۔ اور کشمیر جائیں تو حیرت ہوتی ہے کہ کس کثرت سے وہ الفاظ ان لوگوں میں مستعمل ہیں جو پرانے زمانہ میں فلسطین کے علاقہ میں بولے جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" میں اس کا تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ یہ آیت کشمیر کے علاقہ کی طرف ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ اگرچہ کشمیر کا نام مذکور نہیں لیکن حضرت عیسیٰؑ اپنے وعدہ کے مطابق یقیناً ایسے علاقہ میں گئے تھے جہاں بنی اسرائیل کے وہ دس قبیلے گئے تھے اور وہ قبیلے یقیناً کشمیر کے علاقہ کی طرف ہجرت کرگئے تھے۔ یہ آیت افغانستان پر چسپاں نہیں ہوتی۔ افغانستان کا تو امن کے ساتھ دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ اور جس جنّت کی اس آیت میں تفصیل مندرج ہے وہ افغانستان پر بالکل بھی صادر نہیں آتی۔ لیکن کشمیر ایسا علاقہ ہے جو سوفیصد جنت کی عکاسی کرتاہے۔

اب میں آپ کے سوال کے آخری حصہ

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

کی طرف آتا ہوں کہ واقعہ صلیب کے بعد جب حضرت عیسیٰؑ ہجرت کر کے کشمیر کے علاقہ میں جا بسے تو کیا اس دوران بھی آپ کو خدا تعالیٰ سے وحی و الہام ہوتا رہا؟ کیونکہ آپ اس وقت بھی خدا کے رسول ہی تھے۔ تو میرا جواب ہے، ہاں یہ سلسلۂ وحی و الہام یقیناً جاری رہا ہو گا۔ لیکن وہ وحی والہام جو آپ کو ہوئے اس سے مختلف تھے جو بعد میں تحریر میں لائے گئے۔ جو چار کتابیں خدا کے نام پر لکھی گئیں ان کے بارہ میں کچھ بھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہی اصل واقعات ہیں جو رونما ہوئے یا انہیں بعد میں رد و بدل کر کے لکھا گیا۔ جس طرح سینٹ جان نے اس میں چند ایسی نئی باتیں لکھیں جو بائبل کے پہلے تین سکرپٹس (Scripts) متی، لوقا اور مرقس میں کہیں بھی مذکور نہیں۔ اور اس کی اس تحریف کے نتیجے میں عیسائیوں میں باپ، بیٹا، روح القدس۔ تثلیث کا سارا فلسفہ وجود میں آیا۔ میں یہ صرف ایک مثال دے رہا ہوں کہ بعد میں لکھی جانے والی بائبل پر کسی طور پر بھی اعتبار و انحصار نہیں کیا جا سکتا کہ جو واقعات اس میں درج ہیں وہ ہو بہو وہی ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کو پیش آئے۔ اس لئے قرآن کریم میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے روز حضرت عیسیٰؑ سے سوال کرے گا کہ کیا تم نے ان لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم دیا تھا؟ تو اس کے جواب میں حضرت عیسیٰؑ کہیں گے:

كُنتُ عَلَيهِم شَهِيداً مَا دُمتُ فِيهِم . فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِم۔
(المائدہ: ۱۱۸)

مَادُمتُ فِيهِم بہت اہم اور قابل غور مقام ہے کہ جب تک حضرت عیسیٰؑ ان میں رہے بائبل تحریف سے بالکل پاک تھی۔ جب وہ ان لوگوں کو چھوڑ گئے تو پھر کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ تو وہ بائبل جو آپ کے پاس ہجرت کے وقت تھی یقیناً موجودہ بائبل سے بہت مختلف ہو گی۔ ہمارے پاس اس کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی کہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق جو سچائی تمہیں بتلائی گئی ہے یہ زمین اُس بارہ میں ثبوت مہیا کرے گی۔

چند سال پہلے کی بات ہے کہ آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایک کتاب شائع ہوئی تھی جو کہ ایک ریسرچ پیپر (تحقیقی مضمون) تھا۔ اس کا ٹائٹل تھا "Among the Darveshes"۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ ایک سکالر ہرات کے علاقہ میں گمشدہ قبیلوں سے متعلق تحقیق کی غرض سے گیا کہ دیکھوں کہ ان لوگوں کا کلچر اور تہذیب و تمدن کیسا تھا۔ وہ اس کتاب میں لکھتا ہے کہ یہ جان کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب میں پٹھانوں کے ایک ایسے قبیلے سے ملا جو اپنے آپ کو کرسچن مسلم (عیسائی مسلمان) کہتے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کرسچن مسلم کیا بات ہوئی؟ تم کرسچن ہو یا مسلم؟

وہ سکالر مزید لکھتا ہے کہ اس پٹھان قبیلہ کا نام موسائی تھا، حضرت موسیٰؑ کی نسبت سے، اور ان کے لیڈر کا نام ابا یحیٰ تھا۔ ابا کا مطلب ہے بڑا بزرگ۔ وہ سکالر بیان کرتا ہے کہ باوجودیکہ یہ میری تحقیق کا حصہ نہیں تھا پھر بھی میں ابا یحییٰ کو جا کر ملا۔ اس نے مجھے حیرت انگیز باتیں بتائیں کہ تم لوگ جو یہ سمجھتے ہو کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب دئے گئے اور انہوں نے صلیب پر جان دے دی یہ بالکل غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا تعالیٰ نے صلیب کی لعنتی موت سے نجات بخشی تھی اور صرف یہی نہیں بلکہ انہوں نے ہجرت کی تھی اور ہجرت کے سفر میں آپ کا رخ کشمیر کی طرف تھا۔ اور کشمیر جاتے ہوئے آپ کچھ عرصہ یہاں بھی ٹھہرے تھے۔ اور ہمیں خدا تعالیٰ کی سچی تعلیم سکھائی تھی اور جو خدائی تعلیم انہوں نے ہمیں دی تھی ابھی بھی نوشتوں (Scrolls) کی شکل میں ہمارے پاس محفوظ ہے۔ اس میں نہ تو کسی تثلیث کا ذکر ہے اور نہ ہی ان کے خدا کے بیٹے ہونے کا کوئی تصور موجود ہے۔ اور شرک کی وہ تمام تعلیمات جو تم اپنے عہد نامہ میں پاتے ہو ہمارے پاس موجود تعلیم میں ان کا نام و نشان تک نہیں۔

اس ابا یحیٰ نے اس سکالر کو بتایا کہ یہ حضرت عیسیٰؑ کی ہی برکت تھی اور آپ کی صاف اور روشن توحید پر مبنی تعلیم ہی تھی کہ جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور ہم تک ان کا پیغام پہنچا تو بلاشک ہم فوراً آپ ﷺ پر ایمان لے آئے۔ لیکن یاد رکھو کہ آنحضرت ﷺ کی سچائی کو پہچاننے میں جو چیز ہماری راہنما ہوئی وہ حضرت عیسیٰؑ کی سچی تعلیم تھی۔ اس لئے ہم انہیں نہیں بھول سکتے۔ لہٰذا ہمارے آباء و اجداد نے یہی فیصلہ کیا کہ ہم اپنے آپ کو کرسچن مسلم کہیں گے۔ اسی طرح وہ لوگ جو حضرت عیسیٰؑ کو "ناصرہ کا مسیح" اور "کشمیر کا مسیح" کے نام سے یاد کرتے ہیں اس کی وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ چونکہ مسیح ناصرہ میں پیدا ہوئے اور کشمیر میں وفات پائی۔

ہمارا ایمان ہے کہ یقیناً حضرت عیسیٰؑ پر دوران ہجرت اور قیام کشمیر میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی والہام کا سلسلہ جاری رہا ہو گا لیکن وہ وحی کیا تھی۔ سوائے اس کے کہ سکالرز وہاں جائیں اور ان محفوظ Scrolls کا مطالعہ کریں۔ اس وقت تک ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں البتہ کشمیر اور نیپال کے علاقوں میں بعض ایسے پتھر ملے ہیں جن پر حضرت عیسیٰؑ کے بعض وحی والہامات لکھے ہوئے ہیں۔ تحقیق کی خاطر امریکہ سے ایک سکالر وہاں گیا ہے۔ وہ سکالر کشمیر جاتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے مجھے بھی ملنے کے لئے آیا اور اس سے اس موضوع پر گفتگو ہوئی۔ اس نے بتایا کہ میرے کشمیر جانے کا اصل مقصد یہ ہے کہ میں حضرت عیسیٰؑ کے کشمیر جانے اور اس دوران آپ پر ہونے والے وحی والہام سے متعلق ٹھوس ثبوت حاصل کر سکوں۔

اللہ کرے کہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوں اور اپنے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کی وحی والہام سے متعلق ٹھوس ثبوت حاصل کر کے لوٹیں تو پھر میں آپ کو اس سوال کا جواب صرف زبانی کلامی ہی نہیں بلکہ ٹھوس ثبوت کے ساتھ دے سکوں گا۔ انشاء اللہ۔

☆......☆......☆

امام مہدیؑ کی صداقت کی نشانیاں

سوال:- بعض عرب یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے امام مہدی کی بڑی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے خاندان سے ہوگا، عرب سے ہوگا، اس کا نام محمد، اس کے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا۔ کیا امام مہدی کی صداقت کی یہی بڑی نشانیاں ہیں۔ اگر نہیں تو پھر اس کی صداقت کی اصل پہچان کیا ہے؟

جواب: حضور نے فرمایا، پہلے تو یہ بات سمجھنے والی ہے کہ کون سے نشانوں کی بات کی جا رہی ہے۔ ان نشانوں کی جو نمایاں، واضح اور ہدایت دینے والے ہیں یا ان مزعومہ نشانوں کی جو کنفیوژ کرنے والے ہیں اور بجائے ہدایت دینے اور اندھیرے سے روشنی کی طرف لے جانے کے ظلمت میں بھٹکنے کے لئے چھوڑنے والے ہیں اور ایسی تاریکی میں گھسیٹنے والے ہیں جہاں جھوٹ اور سچ کی تمیز ناممکن ہو جاتی ہے۔ تو پھر ایسے نشانوں کا کیا فائدہ۔ یہ وہ جاہل علماء ہیں جو مسیح کو پہچاننے کے لئے ایسے نشان پیش کرتے ہیں جو قرون وسطی میں لوگوں نے ہر قسم کی ثقہ و غیر ثقہ احادیث کو لے کر مشہور کئے اور اس زمانۂ تنزل سے آگے جاتے ہی نہیں اور اتنی تکلیف نہیں کرتے کہ ان نشانوں کی طرف رجوع کریں جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے۔ آج کے علماءِ دین کے علم کی پہنچ تو صرف اس حد تک ہے کہ فلاں ملاں نے یہ کہا اور فلاں نے یہ۔ اور فلاں امام کا یہ قول ہے اور فلاں کا یہ۔ جو کچھ ان ملاؤں اور اماموں نے بیان کیا بس وہی درست ہے۔ اور یوں وہ قرآن کریم اور احادیث رسولؐ کی واضح تعلیم کو ضائع کرنے والے ہو گئے۔ اور بجائے اس کے کہ قرآن کریم اور احادیث کے الفاظ کی گہرائی میں اتر کر حق کی روشنی تلاش کرتے انہوں نے محض الفاظ کے سطحی معانی پر بنا کی۔ خود بھی گمراہ ہوئے اور عام اَن پڑھ لوگوں کے لئے بھی گمراہی کا سامان کیا۔

سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس کا نام محمد ہے، اس کی ماں کا نام آمنہ اور باپ کا عبداللہ ہے اور وہ حضرت محمد رسول اللہؐ کے خاندان سے ہے۔ ان تمام علامتوں کے ساتھ اگر وہ امام مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کرے تب بھی کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر یہی امام مہدی کی صداقت کی نشانیاں ہیں تو پھر ان صفات والا ایک مہدی سوڈان میں پیدا ہوا تھا۔ پھر اس کا انہوں نے کیوں انکار کیا اور اس پر ایمان کیوں نہیں لائے۔

صرف یہی نہیں، اور بھی اسی طرح کے کئی اشخاص نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ ان میں سے انڈیا کا ایک مولانا محمد جان پوری بھی تھا۔ اس میں یہ تمام علامتیں پائی جاتی تھیں۔ اگر واقعی یہ علامتیں لفظاً بلفظاً امام مہدی کی اصل علامتیں ہیں تو پھر تمام مسلمانوں کو چاہئے تھا کہ قادیان کے امام مہدی کے معاملہ کو ایک طرف رکھتے ہوئے ان مزعومہ امام مہدیوں پر ایمان لاتے۔ لیکن ان تمام نشانیوں کے باوجود ان کو تو انہوں نے قبول نہیں کیا تو پھر اب قادیان کے امام مہدی میں ان علامتوں کا تقاضا کیوں کر رہے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل انہی صفات سے متصف ایک شخص نے اپنے مریدوں سمیت خانہ کعبہ میں جا کر اعلان مہدویت کیا اور مہدی کی ایک اور علامت کو کہ وہ خانہ کعبہ میں جا کر اپنے مہدی ہونے کا اعلان کرے گا حرف بحرف پورا کر دکھایا۔ لیکن جانتے ہو کہ فوجیوں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اسے اس کے مریدوں سمیت گولیوں سے بھون ڈالا۔ جب کوئی مہدی ان نشانیوں کو پورا کرتا ہے جو اُن کی نظر میں مہدی کی اصل نشانیاں ہیں تو اسے تو وہ قتل کرتے ہیں تو پھر ہم سے ان علامتوں کا تقاضا کیوں کرتے ہیں۔

اگر یہ لوگ حدیثوں کے الفاظ پر جاتے ہیں اور ان کے لفظ بلفظ پورا ہونے کے منتظر ہیں تو پھر مسیح موعود اور امام مہدی کے بارہ میں ایک اور حدیث بھی ہے کہ "يُدْفَنُ مَعِي فِي قَبْرِي"۔ یہ نہیں فرمایا کہ میری قبر کے ساتھ یا اس کے قریب اسے دفن کیا جائے گا بلکہ فرمایا:

"يُدْفَنُ مَعِي فِي قَبْرِي"۔ میری قبر میں دفن کیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ)

پاکستان میں ملاں کئی بار میرے پاس آکر سوال کرتے کہ آپ یہ بتائیں کہ حضرت مرزا صاحب کہاں فوت ہوئے؟ میں ان سے کہتا لاہور میں۔ پھر اگلا سوال یہ ہوتا کہ دفن کہاں ہوئے؟ تو میں جواب دیتا، قادیان میں۔ تو فوراً یہ حدیث نکال کر پیش کرتے کہ دیکھیں یہ حدیث۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے "یدفن معی فی قبری" وہ میرے ساتھ میری ہی قبر میں دفن کیا جائے گا۔ تو میں ان سے کہتا ٹھیک ہے تم مجھے یہ بتاؤ کہ اس وقت اس دنیا میں کوئی ایک بھی غیرتِ رسول رکھنے والا مسلمان ایسا ہے جو یہ برداشت کر سکے کہ کوئی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قبر کو کھودے اور کسی اور کو، خواہ کوئی بھی ہو اس قبر میں دفن کرے۔ وہ

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
☆......☆......☆......☆
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257

سو سال پہلے

۱۸۹۹ء پر ایک اجمالی نظر

احمد طاہر مرزا - ربوہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۸۹۹ء کا ذکر کرتے ہوئے اپنی تصنیف "سلسلہ احمدیہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

"اب حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ ماموریت پر قریباً اٹھارہ سال گزر چکے تھے اور بیعت کے سلسلہ کو شروع ہوئے بھی دس سال ہو چکے تھے۔ اور گو اس عرصہ میں آپ کی جماعت نے خدا کے فضل سے کافی ترقی کی تھی اور ہزاروں لوگ آپ کی بیعت میں داخل ہو چکے تھے۔ مگر ساتھ ساتھ مخالفت کا طوفان بھی تیز ہوتا گیا اور مسلمان علماء اور ان کے رفقاء نے آپ کے خلاف ایک خطرناک آگ لگا رکھی تھی۔......... غرض اس زمانہ میں مخالفت انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی۔ اور بدزبانی اور دشنام دہی اور گالی گلوچ کا تو کچھ ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف ایسے ایسے گندے اور اشتعال انگیز اشتہار اور رسالے شائع ہو رہے تھے کہ ایک شریف انسان انہیں دیکھ نہیں سکتا۔ اور عوام الناس میں جماعت کے خلاف ایک خطرناک جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ ان حالات میں حضرت مسیح موعودؑ کو یہ احساس ہو رہا تھا کہ جماعت کی ترقی کا قدم اس تیز رفتاری کے ساتھ نہیں اٹھ رہا۔ جس طرح کہ آپ چاہتے تھے کہ وہ اٹھے۔ اس احساس نے آپ کو اس زمانہ میں غیر معمولی کرب اور اضطراب میں مبتلا کر رکھا تھا اور آپ بے تاب ہو ہو کر خدا کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور اس دعا میں مصروف تھے کہ خدا کی طرف سے کوئی ایسے فوق العادت نشان ظاہر ہوں جو لوگوں کی گردنوں کو جھکا کر حق کی طرف مائل کر دیں۔ ۱۸۹۹ء کا سال اس احساس اور اضطراب کے معراج کا زمانہ تھا۔ چنانچہ اس زمانہ میں جو اشتہارات آپؑ نے شائع فرمائے یا جو تصانیف لکھیں ان میں سے اکثر میں یہی احساس اور یہی اضطراب جھلکتا نظر آتا تھا"۔

("سلسلہ احمدیہ" از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ صفحہ ۸۷، ۸۸) بار اول قادیان۔ نظارت تالیف و تصنیف ۱۹۳۹ء)

بعض اہم واقعات

۱۸۹۹ء کے بعض اہم واقعات کا تذکرہ "سیرت المہدی" حصہ دوم میں بایں الفاظ ہے:

"اشاعت ایام الصلح، مقدمہ ضمانت برائے حفاظت امن منجانب مولوی محمد حسین بٹالوی، تصنیف و اشاعت حقیقۃ المہدی، تصنیف مسیح ہندوستان میں، ولادت مبارک احمد، تصنیف و اشاعت ستارۂ قیصریہ، جماعت میں عربی کی تعلیم کے لئے سلسلہ اسباق کا جاری کرنا، تصنیف تریاق القلوب"۔ (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۵۲، مینجر بک ڈپو تالیف و تصنیف و اشاعت قادیان ۱۹۲۷ء)

نشانات اور پیشگوئیاں

اخبار الحکم میں ۱۸۹۹ء کے اہم واقعات کا اجمالی تذکرہ یوں کیا گیا ہے:

"اس سال بھی خدا تعالیٰ کے بے انتہاء انعام اس کے برگزیدہ موعود علیہ السلام پہ اور اس کی جماعت پر ہوتے رہے۔ چنانچہ بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔

منجملہ ان کے اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کی پیشگوئی کا پورا ہونا ہے جو محمد حسین بٹالوی اور اس کے رفقاء کے متعلق تھی۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی مفصل کیفیت شائع ہو چکی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ جو مبشر الہام ہوتے رہے ہیں وہ وقتاً فوقتاً ہم درج اخبار کر چکے ہیں۔

اس سال میں تین اور زبردست پیشگوئیاں بھی پوری ہوئیں۔ ان میں سے ایک جناب صاحبزادہ مبارک احمد صاحب سلمہ ربہ کی ولادت باسعادت کے متعلق تھی جس کا ذکر انجام آتھم وغیرہ مختلف کتابوں میں ہے کہ **عبدالحق نہیں مرے گا جب تک چوتھا لڑکا نہ دیکھ لے۔** چنانچہ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب عبدالحق کی زندگی میں پیدا ہوئے۔

تیسری پیشگوئی۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کے گھر میں فرزند رشید پیدا ہونے سے پوری ہوئی۔ جیسا کہ انوار الاسلام میں حضرت اقدس نے صفحہ ۲۶ حاشیہ میں اس پیشگوئی کو لکھا ہے۔ یہ مولود مسعود اس بشارت کے موافق اپنا حلیہ رکھتا ہے اس کا نام حضرت اقدس نے عبدالحی رکھا ہے۔

چوتھی پیشگوئی وہ عظیم الشان ہے جو **حسین کامی** وائس کونسل کراچی کے تغلب زرچندہ مظلومان کریٹ سے پوری ہوئی۔ جس کا مفصل اشتہار شائع ہو چکا ہے۔

غرض یہ چار عظیم الشان پیشگوئیاں اسی سال ۱۸۹۹ء میں پوری ہوئیں۔

تصنیفات و تالیفات

تصنیفات و تالیفات کا صیغہ بھی ترقی پر رہا۔ اردو زبان میں ایام الصلح، حقیقت المہدی، ستارہ قیصریہ شائع ہوئیں۔ اور فریاد درد کی تالیف شروع ہوئی۔ نجم الہدیٰ کا بہت بڑا حصہ چھپ گیا۔ ایسا ہی کتاب تریاق القلوب وجذب الارواح الی حضرۃ المحبوب جو ایک زبردست کتاب اور عظیم الشان نشانوں کا مجموعہ ہے چھپنی شروع ہوئی ہے۔

عربی فارسی زبان میں ترغیب المومنین اور نجم الھدیٰ لکھی گئی اور ایک بڑا حصہ طبع ہو گیا۔

انگریزی میں فریاد درد اور ستارۂ قیصریہ ترجمہ ہو کر شائع ہوئیں۔ ان سب کتابوں کے علاوہ ایک زبردست کتاب جو گویا کسر صلیب کے لئے آخری حربہ ہے طبع ہونی شروع ہوئی جس کا نام "مسیح ہندوستان میں" ہے۔ اس کتاب میں زبردست دلائل عقلی و نقلی سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح ہندوستان میں آکر یعنی کشمیر میں فوت ہوا ہے چونکہ اس کتاب کے متعلق کئی ایک سفر کرنے ضروری تھے اس لئے سردست اس کا طبع ہونا ملتوی ہے۔

یہ تو ان تصانیف کا ذکر ہے جو حضرت اقدس نے شائع کیں۔ وہ کتابیں جو حضرت اقدس کی تائید میں آپ کے جانثار اور مخلص خادموں کی طرف سے شائع ہوئیں ہیں علاوہ ازیں ہیں۔ چنانچہ رپورٹ جلسہ سالانہ، حضرت اقدس کی ایک تقریر، حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ایڈیٹر اخبار الحکم کی طرف سے شائع کی گئیں۔ اور ہدایت اللہ اور کشف الدجی مولانا مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب سیالکوٹی نے شائع کیں۔

ان تائیدی کتب میں سب سے بڑھ کر اور ضروری وہ لیکچر ہے جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے اس مضمون پر سیالکوٹ میں دیا کہ حضرت اقدس نے آکر کیا کیا۔ اور بھی چھوٹے چھوٹے رسالے وغیرہ شائع ہوتے رہے۔

اشتہارات

اس سال میں گزشتہ سال کی طرح اشتہارات بھی کثرت سے شائع ہوتے رہے۔ چنانچہ کم از کم پانچ ہزار اشتہار حضرت اقدس نے شائع کئے۔

اس سال حضرت اقدس کی تائید میں اشتہارات کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔ چنانچہ ان دوستوں نے بذریعہ اشتہارات اپنے رؤیا اور کشوف اور الہامات کو شائع کیا جنہوں نے حضرت اقدس کے سلسلہ میں شامل ہو کر یہ فیض حاصل کیا ہے۔ ان میں سے سید امیر علی شاہ صاحب سیالکوٹی، میاں محمد علی صاحب صوفی لاہوری، صاحبزادہ سراج الحق صاحب سجادہ نشین چار قطب ہانسی سرساوی حال قادیانی اور منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی، حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چکی کے اشتہارات شائع ہو چکے ہیں۔

خطوط

خط و کتابت کا سلسلہ بھی بہت بڑا سلسلہ ہے۔ چنانچہ اس سال میں اس سلسلہ میں وسعت کے ساتھ ترقی ہوئی۔ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی خطوں کے جواب لکھنے کا کام سال بھر کرتے رہے۔ مگر آخر خطوط کی زیادتی نے بارشاد حضرت اقدس صاحبزادہ سراج الحق صاحب کو اس کام میں ان کا ہاتھ بٹانے کی ضرورت محسوس کرائی۔ چنانچہ اب دونوں صاحب اس خدمت کو سرانجام دیتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اس امر کا اظہار بھی اس مد میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب سلمہ ربہ کے نام جو خطوط آتے ہیں ان کا ایک بڑا حصہ حضرت اقدس کے متعلق سوالات کا ہوتا ہے جیسا کہ اخبار الحکم میں بعض خطوط کے اندراج سے پایا جاتا ہے۔ اس لئے وہ سب خطوط اسی مد میں داخل ہیں۔ ان خطوں کا تخمینہ جو حضرت اقدس کے نام سے سال بھر میں آئے پانچ ہزار ہیں اور ان خطوط کی تعداد کا تخمینہ جو مولانا نورالدین صاحب کے نام آئے قریباً تین ہزار ہے۔ پس اس سال میں کوئی آٹھ ہزار سے زیادہ خطوط لکھا گیا ہے۔ جس کے ذریعہ سے اس مبارک مشن کی دعوت قوموں میں پھیلی ہے۔

مہمانوں کی آمد و رفت

یہ سلسلہ بھی اس سال ترقی پر رہا۔ ۳۰ سے لے کر ۵۰ تک مہمانوں کی روزانہ اوسط رہی ہے۔ گو بعض دنوں میں سو سو اور دو دو سو تک بھی اور اس سے زیادہ بھی نوبت پہنچی ہے۔ تاہم سال بھر میں قریباً اٹھارہ ہزار آدمی وقتاً فوقتاً دارالامان میں آکر حضرت امام الوقت سلمہ ربہ کے منہ سے پاک باتیں سنتے رہے اور پاک تاثیریں لے کر جاتے رہے۔

تعمیرات

چونکہ مہمانوں کی آمد و رفت روزانہ ترقی پر ہے اور مہاجرین بھی کثرت سے آتے جاتے ہیں اس لئے الہام: **وسع مکانك یاتون من کل فج عمیق** سال بھر میں تعمیر مکانات کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے دو کمروں کے علاوہ سات جدید مکان تعمیر کئے گئے اور آئندہ ضرورتیں بڑھ رہی ہیں۔

مہاجرین

گزشتہ سالوں کی نسبت اس جماعت میں بھی ترقی ہوئی ہے جو ہمیشہ کیلئے دارالامان میں آکر مستقل طور پر آباد ہوئی ہے۔ چنانچہ آج کل پندرہ متفرق کنبے یہاں آکر آباد ہو چکے ہیں۔

شفاخانہ

حضرت مولانا نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

Watch Huzur everyday on Intelsat
SUPER OFFER
Zee-TV Cards & Dec
>DM589.00<
This offer is for short time
Digital & Analog Dec.
Rec LCN & Dish are available
Just call —— Saeed A.Khan
Authorised ZEE TV (Agent)
Tel: 00-49 -8257 1694
Fax: 00-49 -8257 928828
Helpline: 0049 171 343 5840
e-mail:S.Khan@t-online.de
MTV AHMADIYYA
ZEE TV
Apna TV
SKY

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

اس کالم کے سلسلہ میں خط و کتابت کرنے والے براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلیفون نمبر بھی ضرور تحریر فرمایا کریں-

ہڑپہ کے آثارِ قدیمہ

ایک ماہر آثار قدیمہ جوناتھن مارک کی تحقیق کے مطابق ہڑپائی تہذیب بلوچستان کے بالائی علاقوں سے شروع ہوکر مغرب تک اور شمالی پاکستان، افغانستان اور انڈیا سے جنوب مغرب اور شمال تک پھیلی ہوئی تھی اور دو بڑے دریا سندھ اور گھاگرا اسے سیراب کرتے تھے-

یہ تہذیب قدیم مصری تہذیب موسوپوٹامیہ (عراق) کی ہمعصر تھی- اسکے دو اہم مراکز ہڑپہ (جو دریائے راوی کے کنارے آباد تھا) اور موہنجوڈارو (جو دریائے سندھ کے کنارے واقع تھا) کی کھدائی ۱۹۲۱ء میں شروع ہوئی اور کئی بار تعطّل کے باوجود اب تک جاری ہے- ہڑپہ کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون مکرم نعیم طاہر صاحب کے قلم سے ماہنامہ ”خالد“ جولائی ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے-

پانچ ہزار سال قبل دریائے راوی کے کنارے آباد شہر ہڑپہ وادی سندھ کی تہذیب کا سب سے بڑا شہر تھا- یہاں کے لوگ اپنے فن تعمیر، عمدہ مکانات، کشادہ اور سیدھی سڑکوں، خوبصورت گلیوں، کنوؤں اور پختہ زمین دوز نالیوں کا مکمل نظام رکھتے تھے اور کاریگری، فنون لطیفہ کے علاوہ سیاسی، معاشی اور معاشرتی لحاظ سے اپنی ہم عصر تہذیبوں سے زیادہ منظم اور ترقی یافتہ تھے- جوناتھن مارک کا کہنا ہے کہ ہڑپہ اور موہنجوڈارو شہری سہولیات کے حوالے سے جدید شہروں کا مقابلہ کرتے ہیں- ہڑپہ ٹاؤن پلاننگ کے جدید اصولوں کے مطابق تعمیر کیا گیا تھا- ٹیکسٹائل (کپڑے) کی صنعت کا معیار بہت اعلیٰ تھا-

ہڑپہ کا سب سے پہلا ذکر ایک انگریز سیاح مسین نے ۱۸۲۶ء کے اپنے سفرنامہ میں کیا لیکن واضح ذکر ایک ماہر آثار قدیمہ جنرل الیگزینڈر کننگھم نے ۱۸۵۶ء میں اپنی سالانہ رپورٹ میں کیا- لیکن اس رپورٹ پر توجہ نہ دینے کی وجہ سے بہت نقصان اٹھانا پڑا جب لاہور سے خانیوال تک ریلوے لائن بچھاتے وقت ٹھیکیداروں نے ہڑپہ کے ٹیلے کھود کر ہزاروں قیمتی اینٹیں نکال لیں اور ملبے سے لائن بچھانے کا کام لیا- پھر غریب دیہاتیوں نے ان تاریخی اینٹوں سے اپنے مکانات تعمیر کر لئے- آخر ۱۹۲۰ء میں حکومت نے ان ٹیلوں کو باقاعدہ اپنی تحویل میں لے کر کھدائی کا کام شروع کروایا-

ہڑپہ شہر کے کھنڈرات اپنے ہمعصر شہر موہنجوڈارو سے ۴۰۰ میل دور اور ساہیوال سے قریباً ۱۵ میل پر واقع ہیں- رقبہ سوا سو ایکڑ ہے- اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں متعدد آراء ہیں- بعض کا خیال ہے کہ اس کا پہلا نام ہری یوپا تھا جو بگڑ کر ہڑپہ بن گیا- ایک قریبی دربار کے مجاور کے مطابق یہ شہر تین دفعہ تباہ ہوا اور ہر دفعہ اس کا نام بدلا گیا- پہلے یہ ہری روپا تھا پھر ہرپالی بنا اور آخر ہرپال سے ہرپابنا جس کے بعد لوگوں نے اسے ہڑپہ کہنا شروع کر دیا-

ہڑپہ کی تباہی کی وجوہات کے بارے میں بھی مؤرخین کی آراء مختلف ہیں- تاہم یہ بات قرین قیاس سمجھی جاتی ہے کہ چونکہ ہڑپا کے لوگ دریا کے کنارے آباد تھے اور ضروریات زندگی کا زیادہ تر انحصار دریا پر تھا لیکن جب دریا نے رُخ بدل لیا تو اِن تجارت پیشہ لوگوں کو زوال آنا شروع ہو گیا اور یہ رفتہ رفتہ نقل مکانی کر گئے-

ہڑپہ کے مکانات پختہ اینٹوں سے تعمیر کئے گئے تھے- یہاں کے عجائب گھر میں کھدائی سے ملنے والے دو انسانی ڈھانچے بھی رکھے گئے ہیں- تین ہزار قبل مسیح کے ہر قسم کے زیورات بھی ہیں جو سونے، چاندی، قیمتی پتھروں، تانبے، کانسی، سیپ اور مٹی کے بنے ہوئے ہیں- تانبے اور کانسی کے برتن ظروف سازی اور فن حرب کا پتہ دیتے ہیں- یہاں کے لوگ سیپ، گھونگے اور ہاتھی دانت کو کثرت سے استعمال میں لایا کرتے تھے- آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت فن مجسمہ سازی اپنے اوجِ کمال پر تھا- کھنڈرات سے پتھر کی بنی ہوئی بہت سی مہریں بھی ملی ہیں جن پر کسی جانور، انسان یا درخت کی تصویر یا تحریر کندہ ہے-

ہڑپہ کے لوگ اعشاری نظام سے واقف تھے- یہاں سے ملنے والے مکعب نما باٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی نظام پوری وادی میں رائج تھا-

ہڑپہ کے کھنڈرات سے دو قبرستانوں کا بھی انکشاف ہوا ہے- وہ لوگ مُردوں سے دو مختلف طرح سلوک کرتے تھے- یعنی یا تو انہیں دفن کر دیتے تھے یا مُردے کو جنگل میں رکھ دیا جاتا تھا اور جب جانور گوشت کھا جاتے تھے تو ہڈیاں ایک مٹی کے برتن میں رکھ کر دفن کر دی جاتی تھیں- ماہرین کا خیال ہے کہ یہاں مختلف مذاہب کے لوگ آباد تھے- قبروں سے آرائش اور عام استعمال کی چیزیں بھی برآمد ہوئی ہیں- بعض مُردوں کی تدفین لکڑی کے صندوقوں میں بھی کی جاتی تھی-

ہڑپہ کے کھنڈرات میں امیر طبقہ کے مکانات بھی ملتے ہیں اور مزدوروں کے کوارٹر بھی- ایک بھٹی ملی ہے جس میں گائے کے گوبر کے اوپلے بطور ایندھن استعمال ہوتے تھے- ایک اناج گھر کے آثار بھی اہمیت کے حامل ہیں جو ۵۰x۲۰ فٹ کے دو حصوں پر مشتمل تھا- پانچ ہزار سال پہلے یہ اناج گھر دریا کے کنارے پر تھا لیکن اب دریا ۷ کلومیٹر دور سے گزرتا ہے- حفاظتی مقصد کے لئے شہر کے گرداگرد کچی اینٹوں کی ایک تیس فٹ موٹی دیوار بھی بنائی گئی تھی-

-......☆......☆......☆......-

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر پر مشتمل ایک مضمون، بقلم حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب، روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۳؍جولائی ۱۹۹۸ء میں شامل اشاعت ہے- حضرت شیخ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ صاحب شاہجہانپور کے ایک مشہور عالی خاندان کے فرد اور حضرت حافظ سید علی میاں صاحبؓ کے فرزند تھے- فن شعر میں کامل اور زبان کے بادشاہ تھے- فن شعر میں امیر مینائی لکھنوی کے شاگرد تھے اور اپنے استاد کا نام ہمیشہ نہایت ادب سے لیتے ہوئے ”جناب امیر“ کہتے تھے- اپنے استاد کی طرح فن لغت پر بڑی دستگاہ رکھتے تھے-

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ”براہین احمدیہ“ جب کسی کے ذریعے حضرت سید علی میاں صاحبؓ تک پہنچی تو وہ حد درجہ متاثر ہوئے اور قریباً ۱۸۹۲ء میں انہوں نے اور حضرت حافظ سید مختار احمد صاحبؓ نے بیعت کی سعادت پائی- قبول احمدیت کے بعد انہیں بہت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور بہت سے مباحثے اور مناظرے کئے- رفتہ رفتہ شاہجہانپور میں ایک فدائی جماعت قائم ہو گئی- اسی طرح یوپی میں قائم ہونے والی جماعتیں بھی حضرت حافظ صاحبؓ کی تربیت یافتہ تھیں جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ حافظ صاحب یوپی کی جماعتوں کیلئے ایک ستون ہیں-

حضرت حافظ صاحب کا مطالعہ بہت وسیع تھا- آپؓ سلسلہ کی تاریخ اور روایات کے علاوہ مخالفین کے لٹریچر پر بھی نظر رکھتے تھے اس لئے ہماری جماعت کے اکثر مضمون نویس حضرت حافظ صاحب سے استفادہ کرتے تھے اور کئی تصانیف آپؓ کی نظر ثانی کی رہین منت ہیں- آپؓ کی نظر سے گزری ہوئی تحریر ٹکسالی ہو جاتی تھی- اُن کی چارپائی کے اردگرد کتابیں، رسالے، اخبار پڑے ہوتے- آپؓ نے ہزاروں نظمیں لکھیں- بعض طبع ہوئیں لیکن انہیں کبھی خواہش نہیں ہوئی کہ اُن کا دیوان شائع ہو- اُن کی طبیعت نام و نمود سے نہ صرف بے نیاز بلکہ نفور تھی-

حضرت شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۴۶ء میں خاکسار کا میلان تحقیق ام الالسنہ کی طرف ہوا تو مجھے سنسکرت کی ایک خاص لغت کی ضرورت پڑی- ۹؍مارچ ۵۴ء کو جب میں ایک مقدمہ سے فارغ ہو کر حضرت حافظ صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؓ نے فرمایا کہ ابھی ابھی ایک لڑکا ایک کتاب لایا تھا اور چھ روپے میں فروخت کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ اُس نے خود پانچ روپے میں خریدی تھی- میں حیران رہ گیا کہ یہ وہی مستند تصنیف تھی جس کی مجھے تلاش تھی-

سلسلہ کے کارکنان اور حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کے ہر فرد کے لئے آپؓ کے دل میں فداکاری کا جذبہ کارفرما تھا- جب احرار کی شورش کے زمانہ میں ایک شریر نے حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ پر حملہ کیا تو اس واقعہ پر حضرت حافظ صاحبؓ بہت بے چین ہوئے اور اپنے جذبات کو یوں ادا کیا

اے خون بہت کھول چکا بس اب اُبل جا
اے جاں تو کس دن کے لئے ہے یہ بتا دے

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک شعر میں ”کہ تا“ کے الفاظ پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے- اس کے جواب میں حضرت حافظ صاحبؓ نے فردوسی اور غالب سمیت بہت سے شعراء کے بیسیوں اشعار نکالے اور اس مواد کو شائع کروا دیا-

حضرت حافظ صاحبؓ کا خط نہایت پاکیزہ اور خوشخط تھا- کارڈ کو ہتھیلی پر رکھ کر لکھنا شروع کرتے اور ایک کارڈ پر پچیس تیس سطریں لکھ لیتے- کسی سطر میں کوئی جھول یا جھکاؤ نہ ہوتا- آپؓ نے سو سال سے زیادہ عمر پا کر ۱۹۶۹ء میں وفات پائی-

-......☆......☆......☆......-

ذیابیطس

ذیابیطس کے بارے میں ایک مضمون روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۸؍جولائی ۹۸ء میں مکرمہ ڈاکٹر فریحہ ظہیر کے قلم سے شامل اشاعت ہے- ذیابیطس کے اسباب میں میٹھی اور نشاستہ دار غذاؤں کا بکثرت استعمال، ورزش نہ کرنا یا ورزش کے بعد ابھی جسم گرم ہی ہو تو ٹھنڈا پانی پی لینا، بہت زیادہ دماغی محنت کرنا، فکر و غم یا دیگر امراض کا ہونا، سر یا ریڑھ کی ہڈی پر چوٹ لگنا وغیرہ شامل ہیں- جبکہ فاقہ کشی، غم و فکر، صدمات اور سردی لگنے سے بھی ذیابیطس ہو سکتی ہے جسے ذیابیطس سادہ کہتے ہیں-

کسی بھی قسم کے ذیابیطس کے مرض میں غذا کا مناسب انتظام بہت ضروری ہے- میٹھی اور نشاستہ دار غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہئے لیکن نشاستہ دار غذاؤں کو بالکل ترک کر دینا بھی مناسب نہیں- بیسن کی روٹی مفید ہے- کبھی کبھی چاول کھانے چاہئیں، مکھن، گھی، بالائی، تازہ دہی، چھاچھ، پنیر، گوشت و انڈے کا استعمال مفید ہے- سبزیاں، ترکاریاں ساگ پات مفید ہیں- چقندر، آلو، شلغم اور گاجر بہت کم کھانے چاہئیں- آلو چھلکے سمیت گھی میں بھون کر کھا سکتے ہیں- لباس کھلا اور ہوادار پہننا چاہئے اور موٹاپے سے بچنے کے لئے ہلکی ورزش کرنی چاہئے- آم، انگور، تربوز، گنا وغیرہ سے مکمل پرہیز کرنا اور فکر و پریشانی سے بھی بچنا چاہئے- سخت سردی اور سخت گرمی سے بھی بچنا چاہئے- اس مرض میں علاج سے پرہیز بہتر ہے-

-......☆......☆......☆......-

Muslim MTV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

29 /1/99 - 4/2/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 29th January 1999

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
01.00	Children's Corner: Quran Class No.56 (R)
01.15	Liqa Ma'al Arab: No.20 - Rec: 03/01/95
02.15	Quiz: History of Ahmadiyyat, Pt 77
03.05	Urdu Class: Session No.324 (R)
04.15	Learning Arabic: Lesson No. 25 (R)
04.30	MTA Variety: Shajray Phull
04.55	Homeopathic Class: Lesson No. 200 (R)
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.40	Children's Corner: Quran Class No.56 (R)
06.55	Pushto Prog: A speech on Ahmadi beliefs
07.20	From the Archives: Majlis e Irfan With Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec: 18/02/84
08.55	Liqa Ma'al Arab: No.20 - Rec: 03/01/95 (R)
10.00	Urdu Class: Session No.324 (R)
11.00	Computers for Everyone: Part 95
11.40	Bengali Service: The Mubahala, Qaseedah
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50	Nazm, Darood Shareef
13.00	Friday Sermon - LIVE
14.05	Documentary: Q/A from Rakh Charagah
14.45	Rencontre Avec Les Francophones:
16.50	Liqa Ma'al Arab: Session No. 20(R)
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.20	Urdu Class - Rec: 27/01/99
19.25	German Service
20.25	Children's Corner: Kodak Class No. 6
20.45	Medical Matters: Pneumonia in Children
21.15	Seminar on Pakistan's Golden Jubilee
21.50	Friday Sermon (R)
22.55	Rencontre Avec Les Francophones

Saturday 30th January 1999

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.45	Children's Corner: Kodak Class No. 6 (R)
01.05	Liqa Ma'al Arab:No. 21 - Rec: 04/01/95
02.10	Friday Sermon Rec. 29.1.99(R)
03.15	Urdu Class: Rec 27.1.99
04.20	Computers for Everyone: Pt 95 (R)
04.55	Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
07.00	Children's Corner: Kodak Class No. 6 (R)
07.20	Saraiky Prog: Mulaqat with Huzoor, 14/07/95
08.20	Medical Matters: Pneumonia in Children
08.50	Medical Matters: Speech by Maulana Sultan Mahmood Ahmad Sahib.
09.45	Liqa Ma'al Arab:No. 21 - Rec: 04/01/95 (R)
10.50	Urdu Class(New): (R) - Rec: 27/01/99
12.05	Tilawat, News
12.45	Learning Danish: Lesson No. 42
13.00	Indonesian Service: Children's Corner, Tips Memasak, More..........
13.55	Bengali Service: Amanat, More...
15.05	Children's Class: - Rec: 30/01/99
16.10	Liqa Ma'al Arab: No. 21 -Rec: 04/01/95 (R)
17.15	Al Tafseer ul Kabeer: Prog. No. 29
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.35	Urdu Class(New): Rec: 29/01/99
19.45	German Service
20.45	Children's Corner: Quran Quiz, Pt 35
21.05	Q/A Session - Rec: 26/06/96
22.10	Children's Class: (R) - Rec: 30/01/99
23.15	Learning Danish: Lesson No. 8
23.39	Ijtema Khuddam ul Ahmadiyya

Sunday 31st January 1999

00.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
01.10	Children's Corner: Quran Quiz, Pt 35 (R)
01.30	Liqa Ma'al Arab: with Imam Sahib Session No. 22, Rec: 07/03/95
02.35	Canadian Programme
03.05	Urdu Class(N): (R) Rec: 29/01/99
04.10	Learning Danish: Lesson No.8 (R)
04.30	Khuddam Ijtema: Bahawalpur, Pakistan.
04.50	Children's Class (N):Rec: 30/01/99
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
07.10	Children's Corner: Quran Quiz, Pt 5 (R)
07.30	Friday Sermon (R)
08.40	Q/A Session: at Bait ur Rehman Rec: 26/06/96 (R)
09.45	Liqa Ma'al Arab: No. 22, Rec: 07/03/95
10.50	Urdu Class (N):
12.05	Tilawat, News
12.45	Learning Chinese: Lesson No. 111
13.15	Indonesian Hour:
14.15	Bengali Service: Tabligh Table Table Nazm, More...
15.15	English Mulaqat with Huzoor and guests Rec: 25/06/95
16.20	Liqa Ma'al Arab: with Imam Sahib Session No.22, Rec: 07/03/95
17.25	Albanian Programme:Prog 2, Part 2
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.40	Urdu Class(New): with Huzoor Rec: 30/01/99
19.55	German Service
20.55	Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
21.25	Dars ul Quran - No.20 - Rec: 22/01/98
22.40	Interview: of Mahmoud Ahmad Shahid Sb
23.25	Learning Chinese: Lesson No.111 (R)

Monday 1st February 1999

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45	Children's Class: Muqabla Hifze Ishaar No.9 - (R)
01.15	MTA USA: Q/A with Huzoor
02.15	Liqa Ma'al Arab:No. 23 - Rec: 08/03/95
03.20	Urdu Class(New): (R)
04.25	Learning Chinese: Lesson No.111 (R)
04.55	Mulaqat with Huzoor and guests Rec: 25/06/98
06.05	Tilawat, Darsul Malfoozat, News
07.05	Children's Class: Muqabla Hifze Ishaar No.9 - (R)
07.35	Dars ul Quran: No. 20 - Rec: 22/01/98
09.00	Liqa Ma'al Arab:No. 23 (R) -Rec: 08/03/95
10.00	Urdu Class (New): (R)
11.05	Football Final - Pakistan
12.05	Tilawat, News
12.45	Learning Norwegian: Lesson No. 86
13.15	Indonesian Hour:
14.15	Bengali Service: Homage to Marhum Maulana Syed Ejaz Ahmed, More.......
15.15	Homeopathy Class: Lesson No. 3
16.25	Liqa Ma'al Arab:No. 23 (R) - Rec: 08/03/95
17.25	Turkish Programme: Truth about the Imam Mahdi - No. 2
18.05	Tilawat, Darsul Malfoozat
18.35	Urdu Class: with Huzoor
20.45	Children's Corner: Workshop No. 7
21.15	Quiz: Rohani Khazaine - No. 15
21.50	Interview: of Ch. Nazeer Ahmad Ameer Zila Bahawalpur
22.15	Homeopathy Class: Lesson No. 3 (R)
23.25	Learning Norwegian: Lesson No. 86 (R)

Tuesday 2nd February 1999

00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50	Children's Corner: Workshop No.7 (R)
01.20	Liqa Ma'al Arab: No. 24 - Rec: 16/03/95
02.25	MTA Sports: Football Final (R)
03.05	Urdu Class: (R)
04.15	Learning Norwegian: Lesson No. 86 (R)
04.50	Homeopathy Class: Lesson No. 3 (R)
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.50	Children's Corner: Workshop No.7 (R)
07.20	Pushto Programme: F/S - Rec: 01/08/97
08.25	Quiz: Rohani Khazaine - Part 15 (R)
09.00	Liqa Ma'al Arab:No. 24 (R) -Rec: 16/03/95
10.10	Urdu Class: with Huzoor (R)
11.15	Medical Matters: Child Care, Part 4
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning French: Lesson No. 20
13.10	Indonesian Hour
14.10	Bengali Service
15.10	Tarjumatul Quran Class (New): Rec: 02/02/99
16.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 24 (R) Rec: 16/03/95
17.25	Norwegian Programme: Contemporary Issues, No. 8
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.25	Urdu Class: with Huzoor
19.30	German Service
20.35	Children's Corner: Quran Class, No. 57
20.55	Children's Corner: Waqfeen e Nau, Part 5
21.35	Hamari Kaenat: No. 155
22.00	Tarjumatul Quran Class (New): Rec: 02/02/99 (R)
23.10	Learning French: Lesson No. 20 (R)

Wednesday 3rd February 1999

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.50	Children's Corner: Yassarnal Quran Class, No. 57
01.15	Liqa Ma'al Arab: No. 25 - Rec: 15/03/95
02.20	Children's Corner: Waqfeen e Nau, Part 5
03.00	Urdu Class: (R)
04.05	Learning French: Lesson No. 20 (R)
04.35	Nazm
04.50	Tarjumatul Quran Class :Rec: 02/02/99 (R)
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.50	Children's Corner: Yassarnal Quran Class, No. 57
07.15	Swahili Programme: Discussion 'Ahmadiyyat in East Africa'
07.55	Dars ul Hadith: in Urdu and Swahili
08.10	Hamari Kaenat: No. 155 (R)
08.35	MTA Variety: Speech by Laiq Ahmad Aabid Sb form Jalsa Salana, Umarkot
09.05	Liqa Ma'al Arab: Session No. 25 (R) -Rec: 15/03/95
10.10	Urdu Class: (R)
11.15	Dure e Sameen: Correct Pronunciation of Nazm - Part 23
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning German
13.15	Indonesian Hour
14.15	Bengali Programme - F/S by Huzoor - Rec.10.7.98
15.20	Tarjumatul Quran - Rec 27.1.99
16.25	Liqa Ma'al Arab - No 25 - Rec 15.3.95
17.25	French Programme
17.45	Qaseedah
18.00	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.25	Urdu Class
19.30	German Service
20.30	Children's Corner
21.04	MTA Lifestyle - 'Qeema aur Shimla mirch'
21.17	Lajna Magazine - No 8
22.11	Tarjumatul Quran Class
23.15	Learning German

Thursday 4th February 1999

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55	Children's Corner
01.25	Liqa Ma'al Arab
02.25	Durr-e-Sameen: Correct Pronunciation of Nazms - Part 23
02.55	Urdu Class
04.00	Learning German - Lesson No 5
04.35	Tarjumatul Quran Class (R)
05.45	Nazm
06.00	Tilawat, Dars-e-Hadith, News
06.35	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor
07.05	Sindhi Programme: F/S -Rec 27.6.97
08.15	Lajna Magazine - No 8
09.10	Liqa Ma'al Arab - Session No 26
10.10	Urdu Class
11.15	Quiz Programme - History of Ahmadiyyat - Part 78
12.00	Tilawat, News
12.40	Learning Arabic - Lesson no 26
12.55	Indonesian Hour
13.55	Bengali Service: Q/A Rec 9.2.94
14.40	Bengali Service
15.00	Homeopathy Class - Rec 7.4.94 - Class No 4
16.15	Liqa Ma'al Arab - Session No 26
17.15	Swedish Prog:Q/A Session with Non Ahmadi Friends- Gothenberg, rec 3.12.96
18.00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat
18.25	Urdu Class
19.35	German Service
20.35	Children's Corner - Yassarnal Quran Class- No 58
21.00	From the Archives - Part 1 :Majlis-e-Irfan with Huzoor - Rec 19.2.84 - Held at Nasirabad, Sind
21.48	Homoeopathy Class - Rec 7.4.94 - No 4
23.00	Learning Arabic - Lesson No 26
23.15	MTA Variety - Shajray Phul - Part 1 - Seerat Hadhrat Ch. Hakim Ali Sahib(ra)

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, January 29, 1999 No. 5

بقیہ: فتنۂ تحریفِ قرآن از صفحہ نمبر ۲

ملاحظہ فرمائیے کہ کس طرح پوری بے شرمی سے ترجمہ کلام اللہ میں تحریف کر کے قرآن کے نام پر خوفناک سازش کی جارہی ہے۔ مذکورہ پمفلٹ میں چنیوٹی صاحب نے سورہ مومنون کی متعلقہ آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے:

"ہم نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کو ایک اونچی جگہ فلسطین ۔مصر میں جگہ دی جو قرار والی اور چشمہ والی تھی"۔ (صفحہ ۳ سطر ۱۳،۱۴)

خط کشیدہ الفاظ ہرگز قرآن مجید میں موجود نہیں اور ان کو ترجمہ میں نہایت دیدہ دلیری سے شامل کرنا بیسویں صدی کی **بدترین اور شرمناک تحریفِ قرآن ہے، فراڈ ہے، دجالیت ہے جس پر ملاّ چنیوٹی کو صرف اہل پاکستان سے ہی نہیں، دنیا بھر کے مسلمانوں سے معافی مانگنی چاہئے۔**

یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ شیعہ عالم سید امداد حسین شاہ نے اپنے ترجمہ قرآن کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ:

"کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ **ربوہ سے مراد نجف کوفہ** ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ **ربوہ سے مراد شہر حیرہ** جو کوفہ سے پہلے تھا اور اس کے گردونواح ہے اور قرار سے مراد مسجد کوفہ ہے اور معین سے آب فرات ہے"۔ (صفحہ ۴۱۳)

یہی تفسیر دوسرے شیعہ مترجم قرآن جناب سید مقبول احمد صاحب دہلوی نے کی ہے۔ اس کی تائید میں مولوی نجم الحسن صاحب کراروی ناظم اعلیٰ پاکستان شیعہ مجلس علماء نے اپنی کتاب "چودہ ستارے" (طبع اول ۱۹۷۳ء) کے صفحہ ۵۶۶ پر نجف کا ایک نام طوُر اور **ربوہ** بھی بتایا ہے مگر چنیوٹی کی طرح ترجمہ قرآن میں نجف کا اضافہ کر کے تحریف کا ارتکاب نہیں کیا۔

پاکستان کا نام پلیدستان رکھنے کی احراری تحریک

دراصل چنیوٹی کی احرار پارٹی کی تاریخ میں اپنے مخالفین کے ناموں کو بدلنے کی روایت بہت پرانی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو پاکستان، قائداعظم اور اہل پاکستان کی مخالفت کی آگ میں جل رہے ہیں۔ قائداعظم کو کافراعظم اور پاکستان کو پاکی استان اور پلیدستان کا نام دیتے ہیں۔ احراری لیڈر شیخ حسام الدین بی۔اے کے خطبۂ صدارت میں یہاں تک موجود ہے کہ:

"ایسے پاکستان کو ہم پلیدستان سمجھتے ہیں...... اسلام کے باغی پاکستان سے ہم...... ہندو ہندوستان کو پسند کریں گے............ پس اگر محمد علی جناح اسلام کے اقتصادی اور سیاسی نظام کے خلاف کسی سرمایہ داری کے نظام کو چلائے تو نفع کیا؟ **اگر جواہر لعل اور گاندھی خلفائے راشدین کی پیروی میں نابرابری کے سارے نقوش کو مٹائے چلے جائیں تو بطور مسلمان کے ہمیں نقصان کیا؟**"۔ (تاریخ احرار صفحہ ۶۰ از مفکر احرار چوہدری افضل حق۔ناشر مکتبہ مجلس احرار پاکستان لاہور، ملتان، اشاعت مارچ ۱۹۶۸ء)

احراریوں کے "امام الہند" مولانا ابوالکلام آزاد کا نظریہ تو یہ تھا کہ "پاکستان" کا لفظ ہی کسی ملک کے لئے استعمال کیا جانا شرعاً جائز نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب "India wins Freedom" میں یہ لکھا ہے:

"I must confess that the very term Pakistan goes against my grain. It suggests that some portions of the world are pure while others are impure. Such a division of territories into pure and impure is un-Islamic and a repudiation of the very spirit of Islam. Islam recognises no such division and the Prophet says, 'God has made whole world a mosque for me'.

مؤرخ پاکستان جناب سید رئیس احمد جعفری کے قلم سے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ پاکستان کا لفظ ہی میری طبیعت قبول نہیں کرتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا ایک حصہ تو پاک ہے اور باقی ناپاک۔ پاک اور ناپاک کی بنیاد پر **کسی قطعہ ارض کی تقسیم قطعاً غیر اسلامی اور روحِ اسلام کے بالکل منافی ہے۔ اسلام اس قسم کی کوئی تقسیم قبول نہیں کرتا۔** آنحضرتؐ کا قول ہے کہ خدا کی ساری دنیا کو میرے لئے مسجد بنایا گیا ہے"۔

("آزادیٔ ہند" مترجم رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۲۶ ناشر مقبول اکیڈمی لاہور۔ طبع نہم ۱۹۸۸ء)

ارباب سیاست کو بروقت انتباہ

پاکستان کی قومی اسمبلی اور سینٹ کے ممبران خبردار رہیں! گاندھی اور نہرو کو "خلفائے راشدین" کی صف میں شامل کرنے والے احراری ملاؤں نے ناموں کی تبدیلی کی مہم کا آغاز "ربوہ" کے نام سے کر دیا ہے۔ "امام الہند" اور شیخ حسام الدین احراری لیڈر کے عقیدہ کی روشنی میں پاکستان کا نام بدلنے کی احراری تحریک اور اس کے لئے ایجی ٹیشن کا مرحلہ بھی جلد آسکتا ہے۔ یاد رکھئے احراری ملاّ صرف اس دن کا منتظر ہے جب اس کی چانکیائی چالوں کے نتیجہ میں قومی اسمبلی اور ملکی سیاست پر اس کا قبضہ ہو جائے جیسا کہ احراری صدر حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے مولوی شبیر احمد عثمانی کے نام اپنے مکتوب میں اس سیاسی پالیسی پر روشنی ڈالتے ہوئے کھلے لفظوں میں لکھا ہے کہ:

"مذہب کی حفاظت صرف علماء کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔ اسمبلیوں کے اندر اور باہر سیاست پر قبضہ ہونا چاہئے"۔ (انوار عثمانی۔مرتبہ پروفیسر محمد انوارالحسن انور ناشر مکتبہ اسلامیہ مولوی مسافر خانہ بندرروڈ کراچی نمبر ۱ اشاعت مئی ۱۹۶۶ء)

جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔

(ارشاد حضرت مسیح موعودؑ)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

تو یہ تین دن ضائع نہ ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ آج کا جمعہ ساری دنیا میں سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ کثرت کے ساتھ کبھی کسی جمعہ میں، کبھی بھی کسی نماز میں مسلمان اکٹھے نہیں ہوئے۔ اس پہلو سے ٹی وی کے ذریعہ اس جمعہ میں شامل احمدیوں کی تعداد لکھوکھہا ہے۔ یہ سارے کچھ امیدیں لے کے آئے ہیں کہ ان کے گناہ بخشے جائیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآنی اصطلاح کی رو سے گناہوں کے بخشے جانے کا مطلب ہے کہ پھر گناہوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ اس پہلو سے ہر ایک اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ اس کے گناہ بخشے گئے ہیں یا نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ رمضان کے ان بقیہ ایام میں کوشش کریں اور بخشش کے اس مفہوم کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ حضور نے دعا کی کہ آج کا دن ہم سب کے لئے وہی کامیابی کا دن ہو جس کے بعد انسان کو کسی اور کامیابی کی تمنا نہیں رہتی اور وہ کامیابی دراصل لقاءِ باری تعالیٰ کے دائمی حصول کا نام ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے گزشتہ خطبہ جمعہ کے مضمون کے تسلسل میں احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش کرتے ہوئے ساتھ ساتھ ان کی ضروری تشریح اور وضاحت بیان فرمائی اور فرمایا کہ عبادت کا اصل مقصد خدا کے قرب کا حصول ہے۔ حضور نے شفاعت کے مضمون پر بھی روشنی ڈالی اور فرمایا کہ اپنی طرف سے کمزوریوں کو دور کرنے کی پوری کوشش کے باوجود انسان کو ایسے وجود کی ضرورت ہے جس کا اللہ تعالیٰ سے کامل اتصال ہو اور اس سے ملا دے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ سچا اور یقینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے۔ مگر ہر رطب ویابس کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ مضر دعاؤں کو بصورت ردّ قبول فرمالیتا ہے۔ قبولیت دعا کے لئے بھی بعض شرائط ہیں ان میں سے بعض دعا کرنے والے سے متعلق ہیں اور بعض دعا کروانے والے سے متعلق ہیں۔ حضور نے ان میں سے بعض کا ذکر فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ جب انسان خدا تعالیٰ سے متواتر دعائیں مانگتا ہے وہ اور ہی انسان ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جمعۃ الوداع کا یہ پیغام ہے کہ بقیہ ایام میں جتنی محنت ہو سکتی ہے کر لیں اور جو محنت نہ کر سکیں اسے سارا سال مکمل کریں۔ محنتیں مسلسل کرنی پڑیں گی، سارا سال کوشش کرنا ہو گی تب جا کر بعید نہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کو اگلے سال وہ نور اور روشنی دکھا دے جو ٹنل (Tunnel) کے آخر پر ایک ایسی روشنی کی صورت میں دکھائی دیتی ہے جس نے کبھی ختم نہیں ہونا۔

حضور ایدہ اللہ نے دعا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حقیقی پاکیزگی اور خیر کے حاصل کرنے کا سب سے مقدم طریق دعا ہے۔ جس قدر ہو سکے دعا کرو۔ یہ طریق اعلیٰ درجے کا اور مجرب ہے۔ دعا ایک ایسی چیز ہے جس کی بنا پر مسلمانوں کو دوسرے مذاہب پر فخر کرنا چاہئے۔ حضور نے تمام دنیا کے احمدیوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ تم اس فخر وناز کو اپنے سر سے اتار نہ پھینکنا۔ عمر بھر یہی تمہارا تاج رہے، یہی رضائے باری کا تاج ہے جو خدا کرے ہمیشہ جماعت احمدیہ کے سر پر چمکتا رہے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔